جب کوئی طائفہ فسق و فجور کوئی طرز جدید لباس مین نکالتا ہے یا اہل کفر کوئی تراش خراش ایجاد کرتی ہین تو سب سے اول یہی فرقہ مسلمہ اوسکو اپنے لئے اخذ کرتا ہے مسند لک یہ لوگ آپکو خاندانی مسلمان کہے جاتے ہین و سبحان اللہ و بحمدہ سیرت و صورت دونون تو خلاف دین حق و سنت پیغمبر برحق ہین لیکن اسلام مین بٹا نہین آتا فرنگی ترسا ہو یا جامہ جہود بے پیرہن مجوس ہو یا لباس ہنود بی بہبود اوس کے پہننے اور اختیار کرنے مین کچھہ پروا زیان ایمان و نقصان اسلام کی نہین ہے گویا یہ حدیث مرفوع ابن عمر من تشبہ بقوم فہو منہم رواہ احمد وابو داود منسوخ ہو چکی ہے حالانکہ بعموم خود شامل جملہ وجوہ مشابہت و تشبہ صوری و معنوی و ظاہری و باطنی ہے ہر امر دینی و دنیاوی مین اسی حدیث شریف کی شرح مین کتاب اقتضاء الصراط المستقیم لمخالفۃ اصحاب الجحیم ایک مجلد ضخیم ہے مجھے اس جگہہ فقط ذکر کرنا آداب لباس نبوی کا مقصود ہے جملہ اسباب تشبہ بالغیر کا اور یہ بھی اس نیت سے کہ جماعۂ اہل دین اپنی وضع قدیم سے جو کہ زینت صالحین و علماء راسخین و عوام مومنین و خواص مسلمین تھے منحرف نہون اور جو قطع و برید خلاف طریقۂ ماثور یا موافق بدعت مشہور ہو اوس سے دور رہین کیونکہ ظاہر عنوان باطن کا ہوتا ہے الا ماشاء اللہ تعالی و لہذا کہا ہے ؎

وتشبہوا ان لم تکونوا مثلہم ان التشبہ بالکرام فلاح

اور شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتی ہین ؎

ہر کرا جامہ پارسا بینی ، پارسا دان و نیک مرد انگار

یہ بات باعتبار اکثر احوال کے کہی ہے نہ کلیۃً اس لیے کہ بعض مواقع مین
برخلاف اس کے بھی تجربہ ہوا ہے بہرحال مسلمانان کو اپنی ہیئت و شکل اسلامی
پر رہنا اور دوسری کی زی و وضع سے بچنا واجب مستحسن ہے اگرچہ
کوئی سی بھی وضع مانع عصیان یا جالب نفع نہین ہوتی ہے معصیت و
طاعت کا علاقہ زیادہ تر دل سے ہے اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا
فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب رتبہ جوارح سو جب اون کی بھی
اصلاح کیجاتی ہے اور مقدمین ہوتا ہے تو صورت و سیرت کا اتحاد ثمرہ
سعادت و مغفرت کا دیتا ہے اور نفاق عمل سے نجات بخشتا ہی والا
حدیث مین آیا ہے کہ ان اللہ لا ینظر الی صورکم ولکن ینظر الی قلوبکم و
نیاتکم او کما قال اور فرمایا ہے التقوی ھاھنا اور قرآن شریف مین آیا ہے
ولباس التقوی ذلک خیر اور فرمایا ہی خذوا زینتکم عند کل مسجد یا کلمہ
غرض اصلی اختیار لباس سے ستر عورت ہے جسکا حکم قرآن و سنت دونوں
مین آیا ہے بدت لھما سوآتھما وطفقا یخصفان علیھما من ورق الجنۃ
اور فرمایا قد انزلنا علیکم لباسا یواری سوآتکم وریشا اب بعد معلوم ہو جانے
اس تمہید کے ذکر آداب لباس کا کیا جاتا ہے اس بارے مین الو المجد

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ عنہ نے ایک رسالہ مختصر پانچ ورق کا لکھا ہے اوسی کی ترتیب اس جگہہ مع ترجمہ و حاشیہ زائد کے مقرر رکھی گئی ہے اور احادیث کو اصل رسالہ پر مع فوائد زوائد کی اضافہ کیا گیا ہے ہر چند اس کارروائی میں کسی قدر تکرار ہے لکن اوس کے ساتھہ ہی ایضاح تقریر بھی ہے شاید اس جامعیت کا کوئی دوسرا رسالہ کم میسر ہو و باللہ التوفیق وہو المستعان و علیہ التکلان مقدمہ لفظ لباس مصدر ہے بمعنی ملبوس جیسے کتاب بمعنے مکتوب اور یہ اسم لباس شامل ہے دستار و پیراہن و جبہ و کلاہ و ردا و ازار و نعلین و نحوہا کو جو کہ پہننے مین آتے ہین سو لباس حضرت سید الانبیاء و سند الاصفیاء محمد مصطفے احمد مجتبی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا اکثر سفید کپڑے کا تہا اور آپ سفید لباس کو بہت دوست رکہتے تہے چنانچہ حدیث ابن عباس مین فرمایا ہے البسوا من ثیابکم البیض فانہا من خیر ثیابکم و کفنوا فیہا موتاکم رواہ ابی داود والترمذی و قال حسن صحیح وابن حبان فی صحیحہ صیغہ امر کا اپنی اصل وضع مین واسطے وجوب کے آتا ہے جبتک کہ کوئی صارف موجود ہنو سو اس جگہہ صارف کا وجود نہین ہے معنی حدیث کے یہ ہوئی کہ تم سفید کپڑے پہنو کہ یہ بہتر جامہ ہے تمہارا اور اسی سفید جامہ مین تم اپنی مردون کو بہی دفن کرو اس جگہہ سے معلوم ہوا کہ کفن رنگین ہنو کوئی سا بہی رنگ کیون ہنو سوا سفید کے ثمرہ کا

لفظ روایت ہے البسوا البیاض فانہا اطہر واطیب وکفنوا فیہا موتاکم رواہ الترمذی وقال حدیث حسن صحیح والنسائی وابن ماجہ والحاکم وقال صحیح علی شرطہما حدیث اول مین جامۂ سفید کو خیر ثیاب فرمایا تہا اور اس حدیث مین اطہر واطیب کہا یہ تین وصف ہوی طہارت وطیبیت وخیریت اور حدیث ابی الدرداء مین وصف احسنیت کا بہی زیادہ کیا ہی اور فرمایا ہی احسن ما زرتم اللہ فی قبورکم ومساجدکم البیاض رواہ ابن ماجہ اس کی سند مین کچہ ضعف ہے معلوم ہوا کہ مسلمان کے لیی جامۂ سفید حالت ممات وحیات دونون مین احسن ہے بعض اہل علم نے کہا ہے کہ سفید کو اطیب واطہر اس لیی کہا ہے کہ وہ اوس رنگ پر باقی ہے جس پر اللہ نے اوسکو پیدا کیا تہا کما اشار الیہ تعالی بقولہ فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ اور یہ معنی نہایت مناسب ہین بوجہ اقتران ما بعد کے کہ کفنوا فیہا موتاکم ہے آمین گویا اشارہ ہے کہ تم سب حیات وممات مین فطرت اصلیہ کی ساتہ رجوع الی اللہ کرو وہ فطرت جو کہ مشابہ بیاض ہی یعنی نور توحید جبلی کہ اگر انسان کو اور اوس کی طبیعت کو چہوڑ دین تو وہ آپ توحید کو اختیار کریگا بغیر نظر کے طرف کسی دلیل عقلی ونقلی کے کیونکہ تغیر توحید مین عوارض سے آتا ہے یا اطیب کے یہ معنے ہین کہ نرا سفید ہے نہ مختلط بالوان دیگر اور اطہر کے یہ معنے کہ بار بار دہونے مین بسبب میل کچیل کے آتا ہے بالجملہ مخالف

و مساجد و جمعہ و جماعت مین جامہ سفید کا پہننا افضل ہے اور عیدین مین قیمتی
کپڑے پہننے کا واسطے اظہار مزید نعمت کے و لہذا حضرتؐ عیدین و جمعہ مین لال
دہاری کی چادر اوڑہتے تہے واللہ اعلم شیخؒ کہتے ہین کہ فقیہ ابو اللیث نے
بستان مین کہا ہے یستحب البیض من الثیاب یعنی سفید کپڑا پہننا مستحب ہے
اور شرعۃ الاسلام مین ہے احب الالوان البیاض والنظر الی الخضر یزید
فی البصر یعنی رنگ سفید سب رنگون مین خوبتر ہے اور نظر کرنا طرف رنگ
سبز کے بینائی کو زیادہ کرتا ہے وقد لبس رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
الرداء الاخضر ولبس الاخضر سنۃ اور حضرتؐ نے چادر سبز اوڑہی ہے
سبز کپڑا پہننا سنت ہے ویجتنب الرجال الحمرۃ والصفرۃ من الثیاب
اور مرد سرخ زرد کپڑا پہننے سے بچین انتہی مین کہتا ہون اہل جنت کی صورتین
قاطبۃً سفید ہونگی جس طرح کہ اہل نار سیاہ رو ہونگے اور لباس اہل جنت کا
سبز ہوگا جس طرح کہ لباس اہل دوزخ کا سیاہ ہوگا اسی جگہہ سے یہ بات
ہے کہ دنیا مین بہی اکثر لوگ گورے رنگ والے کو خوبصورت اور کالے کو
بدصورت کہتے ہین اگرچہ اس جگہہ کے رنگ و روپ کا کچہہ اعتبار نہین ہے
اعتبار ایمان کا ہے نہ الوان کا ملتقط مین کہا ہے لبس السواد لیس من السنۃ
ولا فیہ فضل بل کرہ جماعۃ النظر الیہ لانہ بدعۃ مستحدثۃ بعد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یعنی سیاہ رنگ پہننا نہ سنت ہی اور

نزدیک فضیلت رکھتا ہے اور ایک جماعت فقہا کی نگاہ کرنا طرف رنگ
سیاہ کے مکروہ رکھا ہے اس لیے کہ یہ بدعت بعد حضرت کے نکلی ہے انتہی
اس میں شک نہیں کہ اگرچہ حضرت سے پہننا جامہ سیاہ رنگ کا ثابت ہوا
ہے لیکن تمام جامہ سیاہ کا پہننا مروی نہیں ہے اور کسا سیاہ پہنے تھے
روضۃ العلماء میں کہا ہے ان ابا حنیفۃ رح قال لبس السواد لا یجوز لانہ
کان لا یلبسون ذلک فی زمانہ و بعد ونہ عیبا و قال ابو یوسف و محمد
یجوز لان فی زمانہما یلبسون و یتحرزون بہ یعنی ابو حنیفہ ناجائز اور
صاحبین جائز کہتے ہیں میری نزدیک جواز و عدم جواز دونوں علی الاطلاق
صحیح نہیں ہیں اور نہ تعلیلات مذکور درست ہیں بلکہ فی الجملہ جائز ہے جیسے
دستار سیاہ یا لنگی کالی دھاری کی اور فی الجملہ ناجائز ہے جیسے سراپا سیاہ واللہ اعلم
کنز میں کہا ہے کہ لبس سواد مندوب ہی اور شرعہ میں کہا ہے کہ حضرت نے
سیاہ عمامہ باندھا ہے اور اوسکا سرا درمیان سر و دوش لٹکایا ہے شیخ
فرماتی ہیں کہ پگڑی باندھنے میں سنت یہ ہے کہ سفید ہوئی آمیزش رنگ دیگر
نسکے اور حضرت کی دستار مبارک اکثر اوقات میں سفید ہوتی تھی اور کبھی سیاہ
اور احیاناً سبز اور بعض نے کہا ہے کہ وقت جنگ و غزا کے سر مبارک پر عمامہ
سیاہ ہوتا تھا اور بعض نی کہا کہ بسبب سفر کے پگڑی سیاہ رنگ کی تھی ورنہ اصل
میں سفید تھی لیکن مقرر یہ ہے کہ گاہ گاہ آپ نے دستار سیاہ و جامہ سیاہ پہنا ہے

ذکر طول و عرض دستار

شیخ کہتے ہین کہ دستار مبارک حضرت ﷺ کی سات گز یا آٹھ گز تھی اور وقت نماز پنجگانہ کی بارہ گز اور دن عید و جمعہ کی نو گز اور وقت جنگ و حرب کے ۱۵ گز اور علماے متاخرین نے تجویز کیا ہے کہ سلطان و قاضی و مفتی و فقیہ و مشایخ و نمازی ۱۴ گز تک کی پگڑی سر پر باندہین تو جائز ہے واسطے وقار و تمکین و شہامت کی انتہے مین کہتا ہون یہ تجویز خلاف سنت ظاہرہ ہے ہرگز کرنا نچاہیے بلکہ داخل اسرف ممنوع ہی

کنند گور پرستان زیارت زاہد کہ زیر گنبد دستار زندہ در گور ست

اسی طرح جو تفاوت دستار بندی کا اندر گہر اور نماز و حرب کے بیان کیا ہے ماخذ اوسکا معلوم نہوا ظاہر احادیث یہی ہے کہ عمامہ شریف ہفت گز کا ہوتا تہا جزری نے کہا ہے مینے کتب کا تتبع کیا کہ مجہکو قدر عمامہ آنحضرت ﷺ پر وقوف حاصل ہو نہوا یہان تک کہ مجہکو خبر دی اوس شخص نے جسپر مجہکو وثوق ہے کہ اوسنے کلام نووی مین دیکہا ہے کہ حضرت ﷺ کا عمامہ قصیرہ سات گز کا اور عمامہ طویلہ بارہ گز کا ہوتا تہا انتہے شیخ کہتے ہین کہ دستار باندہنے مین سنت یہی کہ دستار دراز ہو نہ بہت اور عرض دستار کا نیم گز ہو کچہہ کم زیادہ کسر کے ساتہہ انس ہین عضو ر مقرر نہین ہے اور اقل درازی سات گز ہے اور گز ۲۴ انگشت

یعنی ہو قبضہ کا سنت یہی کہ بگرد ہے با طہارت باندہے اور وقت باندہنے کے رو بقبلہ کھڑا ہو اور جب کہولے تو کور کور گرد گرد کہولی ایک دفعہ نہ کہولی بلکہ جس طرح پیچ پیچ باندہا ہے اوسی طریق پیچ پیچ کہولے اور بعد باندہنے کی آئینے مین یا پانی مین یا مانند اوس کی کے اور شی مین دیکھکر سیدہی کرے اور معتدش کے باندہے یعنی شملے کے

ذکر شملہ کا

اسمین اختلاف ہے اکثر و اغلب اوقات حضرت پس پشت رکھتے اور احیانا بجانب دست راست اور جیب پر رکھنا بدعت ہی کتا قیل اور اقل مقدار شملہ کا چہار انگشت ہے اور اکثر ایک بالشت اور تطویل اوس کی متجاوز پشت سے بدعت ہی اور تخصیص ارسال شملہ کی بوقت نماز کے ہی موافق سنت کے نہین ہے ارسال شملہ کا مستحب ہی منجملہ سنن زوائد کے اور اوس کے ترک کرنے مین کوئی گناہ یا بی ادبی نہین ہے اگرچہ ارسال مین اوس کی ثواب و فضیلت ہے حدیث ابن عمرؓ مین آیا ہے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا اعتم سدل عمامتہ بین کتفیہ رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث حسن غریب اور عبد الرحمن بن عوف نے کہا ہے عممنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فسدلھا بین یدی و من خلفی رواہ ابو داود یعنے ایک طرف عمامہ کی سامنے

چھوڑنا بھی اور دوسری طرف پس پشت یعنی دونوں طرف شملہ چھوڑنا سینے پر اور پیٹھ پر۔ وصف نہیں کہا ہے۔ وارسال ذنب العمامة بین کتفین مندوب حدیث ضعیف میں آیا ہے کہ دو رکعت نماز ساتھ عمامہ کے بہتر ہے ستر رکعت نماز بلا عمامہ سے اور چھوڑنا شملہ کا پس پشت مستحب ہے سنت مؤکدہ نہیں ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی شملہ عمامہ کا چھوڑتے اور کبھی نہ چھوڑتے اور کبھی گردن سے نیچا ہوتا اور کبھی ایک سرا گریبے میں اڑس لیتے اور دوسرا سرا چھوڑ دیتے اور شملہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اکثر پس پشت ہوتا اور کبھی جانب یمین اور کبھی دو شملہ ہوتے درمیان دونوں مونڈھوں کے فقہاؤں کے پاس ارسال شملہ پر بڑا ہی قیاسہ بہت ہیں یہاں تک کہ ارسال کو مؤکد جانتے ہیں اور بعضے جانب چپ رکھتے ہیں لیکن اس کی سند قوی و معتبر نہیں ہے بلکہ بدعت ہے اگرچہ بعض نے اس بارہ میں کچھ لکھا بھی ہی اور علماء متاخرین بجز نماز پنجگانہ کے شملہ کا ارسال نہیں کرتے بسبب طعن و تمسخر جہال زمانہ کے فتاوی حجہ وجامع میں کہا ہے ترک الذنب ذنب والرکعتین مع الذنب افضل من سبعین رکعة بغیر ذنب والذنب ستة انواع للقاضی خمس وثلاثون اصابع وللخطیب احدی وعشرون اصابع وللعالم سبع وعشرون اصابع وللمتعلم سبع عشر اصابع وللصوفی سبع اصابع وللعامی اربع اصابع انتہی تقسیم

شما محض بے بنیاد اور مجرد رای و قیاس سے ہے کوئی دلیل اس تفرقے پر عقل و نقل دونوں سے قائم نہین ہے معلوم نہین کہ حضرت شیخ رح نے کیون تعقب اس قول پر نہ کیا رہے افضلیت نماز سو اس مین شک نہین ہے کہ نماز بی عمامہ سے نماز با عمامہ کو فضیلت حاصل ہے باعتبار وقار و سکینہ و اتباع سنت کے حدیث عبادہ مین فرمایا ہے علیکم بالعمائم فانہا سیماء الملائکۃ وارخوھا خلف ظھورکم رواہ البیہقی فی شعب الایمان یعنی تم پگڑی باندہا کرو کہ یہ بانا ہے فرشتون کا اور لٹکاؤ اوس کو پیٹھ اپنی کلبی نے کہا ہے کہ فرشتے دن بدر کے زرد عمامے باندہکر آئے تھے وہ اون کے دوش پر پڑے تھے رکانہ کا لفظ مرفوعا یہ ہے فرق ما بیننا وبان المشرکین العمائم علی القلانس رواہ الترمذی فقال ھذا حدیث غریب واسنادہ لیس بالقائم یعنی فرق درمیان ہماری اور مشرکون کے یہی عمامہ باندہنا ہے کلاہ پر یعنی ٹوپی پر پگڑی باندہتے ہین اور وہ پگڑی بی ٹوپی کی باندہتے ہین یا وہ فقط ٹوپی اوڑہتے ہین بغیر پگڑی کے لکن اول اظہر ہے بعض اہل علم نے کہا ہے کہ جمع کرنے درمیان کلاہ و دستار کی اور مجرد کلاہ پر اقتصار کرنا زی مشرکین ہے انتہی چنانچہ نصاری فقط کلاہ نا شردہ پر قصر کرتے ہین اور عمامہ نہین باندہتے بلکہ غالب اوقات مین برہنہ سر بی کلاہ و دستار رہتے ہین اسیطرح بنگالی استعمال

کلاہ کا نہیں کرتے اور اکثر ہنود دستار بے کلاہ استعمال میں رکھتے ہیں
ہنود سے مشابہت یا صورت میں خلاف سنت اسلام ہیں شیخ نے کہا ہے حدیث میں
آیا ہے جو بیٹھکر عمامہ باندھے یا کھڑے ہوکر ازار پہنے تو مبتلا کریگا اوسکو اللہ
ایسی بلا میں جسکی دوا نہیں ہے انتہے لیکن اس حدیث کی تخریج بیان
نہیں کی اسکی سند کو دیکھنا چاہیے کہ کیسی ہے یہ کہا ہے کہ اگر معذور
ہو یا زمن یا بیمار تو جائز ہے اور بعض کتب معتبرہ میں لکھا ہے کہ کوئی شخص
آپ کو اکثر اوقات میں لباس سیاہ و سبز سے مشہور کرے کہ یہ مکروہ و
ممنوع ہے چنانچہ حدیث ابن عمر میں فرمایا ہے من لبس ثوب شہرۃ فی الدنیا
البسہ اللہ ثوب مذلۃ یوم القیامۃ رواہ احمد وابو داود وابن ماجہ
اور اگر احیاناً ہو تو کوئی مانع نہیں ہے اور بہترین لباس جامہ سفید ہے
اور گھر میں ملوک و اغنیاء کے دستار سیاہ و سبز یا جامہ و پیرہن و ردار
سیاہ و سبز نہیں کرنچاہئے کہ ممنوع ہے انتہے وجہ اس ممنوعیت کی غیر ظاہر
ہے اس کا ماخذ معلوم کرنا چاہیے

ذکر کلاہ کا

کلاہ دو قسم ہے ایک لاطیہ دوم ناشزہ لاطیہ وہ ٹوپی ہوتی ہے جو
سر سے متصل ہو اور ایسی ٹوپی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر
مبارک پر رکھی ہے اور ناشزہ وہ ٹوپی ہے جو سر سے متصل نہو بلکہ افراشتہ

ہو اور ایسی ٹوپی شعار طائفہ سیاہ ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے کمتر سر مبارک پر رکھی ہے اور بعض مشائخ اوسکو پہنتے ہیں سو یہ
جائز ہے اور حضرتؐ کبھی لاطیہ نیچے عمامہ کے پہنتے اور کبھی عمامہ بغیر لاطیہ
کے باندھتے لیکن حدیث متقدم رکانہ سے نہی عمامہ بلا لاطیہ کی نکلتی ہے
ابو کبشہ نے کہا ہے کان کمام اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم بطحا رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث منکر یعنی صحابہ کی ٹوپیاں
سر سے لگی ہوئی تھیں نہ بلند اکثر شراح نے کہا ہے کمام جمع ہے کمہ کی
کمہ کلاہ مدور کو کہتے ہیں کذا فی القاموس اور بعض نے کہا مراد کمام سے
آستین ہے یعنی آستینیں فراخ تھیں ایک بالشت تک نہ رومی وہندی
وپنجابی کہ تنگ وست ہوتی ہے۔

ذکر عمامہ کا

طریق عمامہ باندھنے کا یہ تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گول باندھتے
تھے گنبد نما چنانچہ علماء وشرفاء عرب اسی دستور پر دستار باندھتے ہیں

ذکر کرتے کا

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قمیص پہنتے تھے یعنی پیراہن ام سلمہ نے
کہا ہے کان احب الثیاب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم القمیص
رواہ الترمذی وابو داود حضرتؐ کو سب کپڑوں میں کرتہ زیادہ تر پسند تھا

یعنی انس لینی کہ کرتا اعضا کو خوب ڈہانکتا ہے اور بدن پہ ہلکا ہوتا ہے
اور لابس اوسکا تواضع کرتا ہے اور جو شے حضرت کو مرغوب محبوب ہے
وہ خالی نور و برکت سے نہین ہوتی ہے اسمار بنت یزید نے کہا ہے
آستین حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کرتے کی پہنچے تک تھی رواہ الترمذی
وابو داود وقال الترمذی ہذا حدیث حسن غریب اور بعض روایات
مین سر انگشت تک بہی آئی ہے جزری نے کہا اس مین دلیل ہے اسپر کہ
سنت پیرہن مین یہ ہے کہ رسغ سے تجاوز نکرے اور غیر قمیص مین جیسے
جبہ وغیرہا ہی سر انگشت سے متجاوز نہو انتہے اور ابو ہریرہ نے کہا ہے
کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا لبس قمیصا بدأ بمیامنہ
رواہ الترمذی یعنی حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جب کرتہ پہنتے تو جانب
راست سے شروع کرتے اور حدیث سالم عن ابیہ مین آیا ہے کہ اسبال
ازار و قمیص و عمامہ مین ہوتا ہے جو کوئی کسی شے کو انمین سے بطور
اترانے کی کہینچیگا اللہ طرف اوس کی دن قیامت کے نظر نکریگا رواہ
ابو داود والنسائی وابن ماجہ حدیث دلیل ہی نہی عن الاسبال پر اور یہ
معلوم ہوا کہ خصوصیت اسبال کی کچہ ساتہہ ازار و ردا کے نہین ہے بلکہ
ہر لباس مین ہوتی ہے ملا علی قاری نے منجملہ بدعات حرمین شریفین کے
یہ بہی کہا ہے کہ عمائم کالابراج وکمائم کالاخراج لکن اسبال ازار مین

بالخصوص وعید شدید آئی ہی ابو ہریرہ کی رفعاً کہا ہے ما اسفل من الکعبین من الازار فی النار رواہ البخاری ای صاحبہ فی جہنم

ذکر حلہ کا

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی حلہ سرخ پہنتے تھے حلہ کہتے ہین دو کپڑون کو یعنی دو تواور مراد سرخ سے مخطوط سرخ ہین یعنی لال دہاری جیسے لنگی یہ مراد نہین ہے کہ وہ سرخ خالص تہا اس لیے کہ سرخ خالص سے نہی عنہ ہی اور حضرت نے نری لال رنگ سے منع کیا ہے اور فرمایا ہے ان ھذا لباس الکفار فلا تلبسہا شیخ نے تخریج اس حدیث کی ذکر نہین کی لکن ابن عمرو نے کہا ہے کہ ایک مرد نکلا اوسپر دو ثوب احمر تھے اوس نے حضرت پر سلام کیا آپ نے اوسکو جواب سلام کا نہ دیا رواہ الترمذی و ابو داود حدیث دلیل ہی تحریم لبس احمر پر حق مین رجال کی اور سا سپر کہ مرتکب منہی عنہ کا وقت تسلیم کی مستحق جواب و تکریم کا نہین ہوتا ہے اور حدیث عمران بن حصین مین رفعاً آیا ہے لا ارکب الارجوان الخ رواہ ابوداود مراد ارجوان سی وسادہ تر و سرخ رنگ ہی ہا اور حدیث علی مین لبس میاثر سے نہی فرمائی ہے رواہ اھل السنن الاربعۃ دوسری روایت ابوداود اس لفظ سے ہے نہی عن میاثر الارجوان یعنی سرخ ارغوانی سی منع فرمایا ہے میاثر جمع ہے میثرہ بالکسر کی مراد میثرہ سے وسادہ صغیر ہمراہ ہے جس کو

سوار اپنے نیچے رکھتا ہے یعنی زین پوش سرخ براء بن عازب کا لفظ رفعاً یہ ہے نہی عن المیثرۃ الحمراء رواہ فی شرح السنۃ لکن ان احادیث پر نیل الاوطار مین تکلم کیا ہے اور لبس احمر کو جائز بتایا ہے خلافاً للحنفیۃ

ذکر اظہار نعمت لباس کا

ابن عباس کہتے ہین مینے حضرتؐ کو دیکھا کہ بہت عمدہ حلہ پہنے ہوئی تھے اور فرمایا کہ اگر تجمل واسطے اظہار نعمت حق کے ہے تو مثاب ہوگا اور اگر واسطے تکبر و افتخار کے ہے تو معاقب ہوگا انتہی شیخ نے اس حدیث کا بھی کچھہ اتا پتا نہین بتایا لکن یہ مضمون صحیح ہے حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ مین رفعاً آیا ہے ان اللہ یحب ان یری اثر نعمتہ علی عبدہ رواہ الترمذی یعنی اللہ اس بات کو دوست رکھتا ہے کہ اثر اپنی نعمت کا اپنے بندے پر ملاحظہ فرمائی و لہذا حدیث ابو الاحوص عن ابیہ مین آیا ہے کہ مین پاس حضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گیا مجھپر ایک ثوب دون تھے یعنی کپڑا کم اوقات کا تھا مجھسے فرمایا تیرے پاس مال ہے مینے کہا ہان کہا کون سا مال ہے مینے کہا ہر قسم کا اللہ نے مجھکو شتر و گاو و گوسفند و اسپ و غلام سب دیے ہین فرمایا فاذا اتاک اللہ مالا فلیر اثر نعمۃ اللہ علیک و کرامتہ رواہ احمد والنسائی یعنی جبکہ اللہ نے تجھکو مال دیا ہے تو اب چاہیے کہ اثر اوس نعمت و کرامت کا تجھپر نظر آئے یعنی تحسین و تنظیف و تجدید ثیاب

مین وقت امکان کے بغیر مبالغہ کرنے کی اہانت ورقت و ذلا ہوت لبس علی الملابس مین سبب تفاوت بجمع آتی مسعود تی رضا کہا ہے کہ داخل نہوگا جنت مین وہ شخص جس کی دل مین برابر ایک ذرہ کی کبر ہے ایک مرد نے کہا ان الرجل یحب ان یکون ثوبہ حسنا ونعلہ حسنا فرمایا ان اللہ جمیل یحب الجمال الکبر بطر الحق وغمط الناس رواہ مسلم مراد بطر سی ابطال آن باطل حق ہے اور غمط سی استحقار خلق اصل بطر شدت فرح و نشاط ہے اور مراد بطر سی اس جگہ طغیان ہی وقت نعمت کے ہنا مین کہا ہے بطر الحق ہوان یجعل ما جعلہ اللہ حقا من توحید ہ وعبادتہ باطلا وقیل ماہو تجبر عند الحق والایراہ حقا وقیل معناہ ان یتکبر عن الحق فلا یقبلہ انتہی یہ احادیث دلیل ہین جواز تجمل و آرایش مباح پر جس طرح کہا اور حدیثون مین جو ازار پر بطور بطر کے وعید آئی ہے

ذکر جر ازار وغیرہ کا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رفعا کہا ہے لا ینظر اللہ یوم القیامۃ الی من جر ازارہ بطرا ای تجبرا متفق علیہ یعنی نظر رحمت نہین کرتا ہے اللہ طرف اوس شخص کے جو اپنی ازار ٹخنے سے نیچے کرے تکبر و اترانے کی راہ سی قید تکبر سے معلوم ہوا کہ بغیر تکبر کے حرام نہین ہے لکن مکروہ ہے اور اگر بسبب کسی عذر کے ہے جیسے سردی یا بیماری تو مکروہ بھی نہین ہے

واللہ اعلم ابن عمر کا لفظ رفعا یون ہے من جر ثوبہ خیلاء لم ینظر اللہ الیہ
یوم القیامۃ متفق علیہ حدیث اول مین تخصیص تھی ازار کی مگر اس
حدیث مین تعمیم ثواب کی آ گئی کپڑا عام ہے خواہ تہبند ہو یا جامہ یا کرتہ یا انگرکہ
یا قبا یا فرغل یا دوپٹہ یا چادر یہ سب اس نہی مین داخل ہین حکایت
ابن عمر نے رفعا کہا ہے ایک آدمی اپنی ازار اترا کر گھسیٹتا تھا وہ دھسا دیا
گیا سو وہ زمین مین قیامت تک دھسٹا چلا جاتا ہے رواہ البخاری محتمل ہے
کہ یہ شخص اس امت کا ہو یا اگلی امت کا سوای قارون کے یہی ارجح
ہے اس لیے کہ بخاری نے اس حدیث کو ذکر بنی اسرائیل مین لکھا ہے
بالجملہ اسبال تحت الکعبین اگر واسطے خیلاء کے ہے تو حرام ہے اور غیر خیلاء
کے لیے ہی تو منع تنزیہ ہے نہ تحریم واللہ اعلم دلیل اسپر حدیث ابن عمر ہے
کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا کہ من جر ثوبہ خیلاء
لم ینظر اللہ الیہ یوم القیامۃ ابو بکر نے کہا اے رسول خدا ازاری یسترخی
الا ان اتعاہدہ فرمایا انک لست ممن یفعلہ خیلاء رواہ البخاری یعنے
لٹک جانا ازار وغیرہ کا بلا قصد مضر نہین ہے خصوصا ایسے شخص سے جسکا
شیوہ اترانا نہو لیکن افضل وہی متابعت ہے

ذکر لباس قیمتی کا

شیخ کہتی ہین خلاصہ مین کہا ہے کہ لا باس بلبس الثیاب الجمیلۃ اذا کانت

لا لتکبر یعنی عمدہ لباس پہننا اگر براہ کبر نہو تو درست ہے مجمع النوازل
مین کہا ہے خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذات یوم وعلیہ
رداء قیمته الف درهم وربما قام الی الصلوة وعلیه رداء قیمته الاف
درهم وابو حنیفة یرتدی برداء قیمته اربع مأیه دینار وکان یقول
لتلامیذه اذا رجعتم الی اوطانکم فعلیکم بالثیاب النفیسه انتہی یعنی
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک چادر قیمتی ہزار درہم کی پہنی تھی اور
چند ہزار درہم کی چادر مین نماز پڑہی تھی اور امام ابو حنیفہ رح نے چار سو
دینار کی چادر اوڑہی تھی اور اپنے شاگردون کو فرماتے تھے کہ جب تم اپنے
ملک کو جاؤ تو نفیس لباس پہنکر جاؤ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
جامۂ معلم بہی پہنا ہے یعنی چھیٹ کی طرح کا اور جامۂ سیاہ بہی پہنا ہے
اور پوستین بہی جس کی اطراف سندس سے ٹکے ہوے تھے

ذکر لباس وسیع کا

قنیہ مین کہا ہے لف العمامة الطویلة ولبس الثیاب الواسعة حسن
فی حق الفقہاء الذین هم اعلام الهدی دون النساء انتہی یعنی لمبا
عمامہ باندہنا اور کشادہ جامہ پہننا حق مین اہل فقہ کے بہتر ہے نہ حق
مین عورتون کے مین کہتا ہون یہ روایت رائی مجرد ہے جو عمامہ کہ عمامۂ
نبوی سے زیادہ طویل ہو وہ داخل سرف ہے اور علاوہ سرف کے

سخت بدنما ہوتا ہے افغانستان کی لوگ اور ہندوستان کی مرہٹے
ایسے عمائم طوال باندہتے ہین اور جامہ وسیع کہ اگر اسبال مراد ہے
تو وہ حرام ہے اور ظاہر یہی ہے اور اگر مراد یہ نہین ہے بلکہ بقدر حاجت
دفع حر وبرد ہے تو جائز ہے اور ازار افغانستان جو وہ دردہ ہوتی
ہے واخل سرف وسفہ ہے فقہا کو تو اتباع حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا سب سے زیادہ درکار ہونا چاہیے نہ ابتداع لقد کان لکم فی
رسول اللہ اسوۃ حسنۃ الخ اور جو فقہا ایسے نہین ہین وہ اعلام ضلال
ہین نہ اعلام ہدی ہے

ذکر حلت لباس کا

شیخ رح فرماتے ہین کہ اصل پہننے مین جامے وغیرہ کی یہ ہے کہ وجہ
حلال سے ہو اور جو جامہ کہ وجہ حرام سے ہوتا ہے اوس مین نماز فرض
ونفل قبول نہین ہوتی ہے اور افضل جامہ مین یہ ہے کہ ثوب وسط پہنے
نہ غایت جید اور نہ غایت ردی اور وہ جامہ جو خلق مین متعارف و
مشہور ہے وہ حضرت نے دو بار سے زیادہ نہین پہنا ایک مرتبہ نجاشی
بادشاہ حبشہ نے بطریق ہدیے کے بہیجا تہا اوسکو ایک بار پہنکر جعفر طیار کو
دیدیا دوسری مرتبہ طرف سے یمن کے بطور تحفہ وہدایا کے آیا تہا
اوسکو ایک بار پہنکر حوالہ دحیہ کلبی کیا

ذکر گریبان وجیب کا

جیب یعنی گریبان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جامے کا طرف سینے
بغل کے سیا تہا اور علاقہ اوس کے باندہنے کا بغل جانب راست
تہی جس طرح کہ اس زمانے مین معمول ومعروف ومشہور ہے روضۃ الصفا
ورشاد الفقہا مین بہی بخاری ونووی سے اسی طرح مروی ہے کہ رخ گریبان
کا طرف دست راست کے تہا روضہ مین کہا ہے زمان سابق مین جب
غازی کافرون سے لڑنے کو جاتی اور فرصت وقت ہاتہ سے غنیم کے نپاتے
تو نان وتمر وغیرہ ماکولات کو جیب وگریبان مین رکہکر راہ چلتی اور گہوڑے
کی لگام بائین ہاتہ مین تہامکر لقمہ لقمہ نان اور گیان گیان خرما دست
راست سے نکالکر کہاتی زمان عمر بن عبد العزیز و بنی عباس مین یہی
دستور گریبان جامہ کا یہی تہا جنے اس دستور کو بدعت جدیدہ کہا ہے
براہ نافہمیدگی کہا ہے بخاری مین مذکور ہے کہ ارباب علم وفضل اجزاء کتب
ونسخ جیب وگریبان مین رکہتے تہے اور راہ مین بغل وجیب سے نکالکر
مطالعہ کرتے جاتے اور مجالس مین بادشاہون اور علماء دین اور صلحاء
اہل صدق ویقین کے بعد فراغ کے اکل طعام سے تیمنا وتبرکا نان کو
گریبان وبغل مین رکہکر لیجاتے تہے تاکہ جو شخص خاص وعام اپنے گہر
جاوے اہل بیت کو اوس تبرک سے قائل کرے اور رومال ونقدینہ

کہ جیب و گریبان میں رکہتے تہے اور یہ سارا استعمال دست راست کا
نزدیک گریبان پر راست آتا ہے اور اگر رخ گریبان جامہ کا دست چپ پر
ہوتا تو استعمال دست راست کا نہو سکتا اور بڑا حرج واقع ہوتا اور مقرر کرنا
رخ گریبان کا طرف دست چپ کے منہی عنہ ہے اس لیے کہ طریق ہے
مجوسیں کا یہ آتش پرست لوگ رخ گریبان کا جانب دست چپ ہی رکہتے
ہین بادشاہ اسلام و قاضی کو چاہیے کہ اس طریقے سے کہ رخ گریبان کا
طرف دست چپ کی ہو منع کریں اور زجر فرماے حکایت زمان عمر بن عبد العزیز
مین ایک شخص کو واسطی گواہی کے لاے تہے وہ حاضر محکمہ ہوا اوس کے
گریبان کا رخ اور علاقہ بندش کا طرف دست چپ کے تہا قاضی نے
اوس کی گواہی رد کردی فائدہ مکتوب نود و یکم مین شیخ شرف الدین یحیی
منیری رح نے کہ منجملہ علماء و مشائخ اوس وقت کے ایک عمدہ شخص تہے
لکہا ہے کہ جیب کا سینا جامی مین سنت ہے اور جانب چپ مین اس لیے
ہے کہ تا کہ دست راست کو آسانی نیچے کر سکے قرآن مجید مین بحق موسی
علیہ السلام فرمایا ہے ادخل یدك فی جیبك تخرج بیضاء من غیر سوء اور جو
جامہ کہ اہل اسلام سیتے ہین وہ اسی جیب چپ کی بابتہ درخت کرتی ہین
کیونکہ اس مین فوائد ہین وقت حاجت کے شانہ و دیگر اشیاء اوس مین
رکہہ لیتے ہین اور دست راست سے نکالتے ہین اور عرب مین کہ استعمال

وقت اکیب کا ہے وہ بہی اسی دست راست پر ہے

ذکر لبس جامہ

پہننے مین جامہ و پیراہن جبہ کے سنت یہ ہے کہ پہلے دست راست آستین راست مین ڈالی پہر دوسرا ہاتہ آستین چپ مین لیجاے پہر ردا و چادر وگلیم کو دست راست سے دوش چپ پر ڈالی چنانچہ ایسا ہی معمول ہے اور میت کا لفافہ بہی اسی دستور سے کرنا چاہیے کیونکہ مردہ کا لفافہ حکم چادر و ردا کا رکہتا ہے اور یہ دستور اکثر کتب فقہ مین مسطور ہے اور جو لوگ کہ جامے کے پہننے کو ردا و چادر کے پہننے پر قیاس کرتے ہین ایک امر خلاف شرع و بدعت کو رواج دیتے مین سو اس طریقہ سے اجتناب کرنا چاہیے تا کہ مثاب ہون اور معاقب نہون ۔

ذکر وسعت آستین کا

پیراہن و جبہ و خرقہ مین آستین کا فراخ کرنا سنت صحابہ و مشائخ متقدمین سے ہے یہ اس لیے کہ وقت وضو کرنے یا کوئی اور کام کرنے کے آسانی سے اوس کو لپیٹ سکین اور اگر چاہین تو سجادہ یا اور کچہ اندر آستین کے رکہ لین ۔

زیاران مجازی کی نماز عاشقان آید . وضو بسیار دشوار است این تنگ آستینان را

ذکر معرق و لنگوٹ کا

ہمتر بھی و گوٹ کا سر آستین و پائی و دامن جامہ پر سینا سنت ہے صحابہ و تابعین پیراہن و جبہ کو فراخ و کشادہ رکھتے تھے اس لیے کہ وجود شریف اونکا ریاضت و مشقت و صیام و قیام مین نہایت لاغر و تنگ و ضعیف ہو گیا تھا ؎

تنم از ضعف چنان شد کہ اجل جست و نیافت ۔ نالہ ہر چند نشان داد کہ در پیرہن ست

لیکن یہ طرز توسیع اس لیے تھا کہ ہیبت و شہامت معلوم ہوا ور چشم اعدا مین حقیر نظر نہ آئین ان حضرات نے جو کچھ کیا ہے وہ براہ نفس نہین کیا ہے بلکہ واسطے ترویج و استقامت دین کی کیا ہی جزاہم اللہ خیرا

ذکر قبا کا

قبا اوس جامے کو کہتے ہین جو گریبان دار ہو اور یہ قبا عرب و عجم مین متعارف ہے اور عجم مین بہت پہنی جاتی ہے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے بھی اسکو پہنا ہے اور رو گریبان کا اور علاقہ بندش کا دست راست پر تھا اور جبہ رومیہ جسکی آستین تنگ تھی وہ بھی پہنا ہے اور وقت وضو کے ہاتھ آستین سے باہر نکال لیے تھے یعنی وہ جبہ اتنا تنگ آستین تھا کہ بی ہاتھ نکالے وضو نہو سکتا تھا تحقیق یہ ہے کہ یہ جبہ سفر مین پہنا تھا اسی پر اتفاق ہے بعض نے کہا اس مین دلیل ہے اسپر کہ جبہ تنگ آستین سفر مین چاہیے نہ حضر مین صحابہ کی آستینین فراخ نہین بلکہ

فراخی اون کی ایک بالشت ہوتی تھی مغیرہ بن شعبہ نے کہا ہے کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لبس جبۃ رومیۃ ضیقۃ الکمین متفق علیہ کبھی جبہ وقبا تکمہ دار پہنتے تھے چنانچہ جامہ تکمہ دار کہ اس زمانے مین معروف ومشہور بہ قادری ہے۔

ذکر موضع جیب کا

یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ جیب آنحضرت کے قمیص مبارک کی سینہ پر برکات گنجینہ پر تھی چنانچہ بہت سی حدیثین اسی پر دلالت کرتی ہین اور علمار حدیث نے تحقیق اس کی کی ہے اور عرف تمامۂ دیار عرب وخلفار سلف کا ابتدای مین سے تا انقضای مغرب اسی پر ہے اور بعض لوگ جن کو علم سنت کا نہین ہے یہ گمان کرتے ہین کہ ہونا جیب قمیص کا سینے بدعت ہے کیونکہ بعض دیار عجم مین سینہ پر جیب کا ہونا عادت عورتون کی ہے لہذا بعض فقہار بھی حکم کراہت کا دیا ہے بجہت تشبہ بہ نسار لکن اس مین شک نہین ہے کہ یہ عادت حادث ہے اور تحقیق یہ ہے کہ جیب پیرہن نبوی کہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سینہ مبارک پر تھی فقہار نے جو شق جیب کا کتفین پر مقرر کیا ہے یہ برعکس جیب آنحضرت ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مقدار سے زیادہ تفصیل ہم نے ترجمۂ فارسی وشرح عربی مشکوۃ مین لکھی ہے اور اگر اجیانا شق جیب علی الکتفین حضرت نے پہنی ہو اور سند اوس کی

فقہا ذکر نہ ہو تو نہ ہو لیکن اس کی سند قوی ہو اس کی مطابق علمائے حدیث کسی جگہ نہیں ہے مجدد شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رح نے مکتوب صد وسی و سوم میں لکھا ہے اہل عرب پیراہن را پیش چاک نہیں پہنتے ہیں اور اس کو سنت جانتے ہیں بعض کتب معتبرہ حنفیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پیراہن پیش چاک مردوں کو پہننا نہ چاہیے کہ لباس عورتوں کا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا لعن اللہ الرجل یلبس لبس المرأۃ والمرأۃ تلبس لبس الرجل یعنے ملعون ہے وہ مرد جو لباس زن پہنے اور وہ زن جو لباس مرد پہنے رواہ احمد وابو داود والنسائی عن ابی ھریرۃ اور مطالب المومنین میں کہا ہے لا یتشبہ المرأۃ بالرجل ولا یتشبہ الرجل بالنساء فان کلا الفریقین ملعونان یعنی عورت مرد کا جامہ اور مرد عورت کا جامہ نہ پہنے کہ یہ دونوں فریق ملعون ہیں بلکہ مفہوم ہوتا ہے کہ پیراہن پیش چاک نہ لباس اہل دین و اہل علم کا نہیں ہے لہذا اس لباس کو واسطے اہل ذمہ کے تجویز کیا ہے جامع الرموز میں محیط سے منقول ہے کہ لا یلبس ای الذمی ما یختص باھل الدین والعلم کالرداء والعمامۃ بل قمیصا خشنا من الکرباس جیبہ علی صدرہ کالنساء نیز بقول بعض علما پیش چاک قمیص نہیں ہے بلکہ درع ہے قمیص نزدیک ان کے وہ ہے جس کا چاک منکبین پر ہو جامع الرموز میں بذیل بیان کفن زن اور ہدایہ

مین بدل قمیص کے درع کہا ہے اور دونون مین فرق کیا ہے کہ درع کا شق یعنی چاک طرف سینے کے ہوتا ہے اور قمیص کا طرف منکب کے اور بعض لوگ قائل ترادف مین فقیر کے نزدیک صواب یہ ہے کہ چونکہ مرد تشبہ زن سی لباس مین ممنوع ہین تو اب ہم یہ دیکھین کہ جہان کہین عورتین پیراہن پیش چاک پہنتی ہین وہان مرد ترک تشبہ بزنان کرنکے پیراہن حلقہ گریبان پہنین اور جس جگہ کہ عورتین پیراہن حلقہ گریبان پہنتے ہین وہان مرد پیراہن پیش چاک پہنین ما ورا النہر و ہندوستان مین عورتین پیراہن پیش چاک پہنتی ہین ناچار یہان مردون کو پیراہن حلقہ اختیار کرنا چاہیے انتہے

ذکر خرقہ و فرجی و نحوہما کا

خرقہ و فرجی و لبادہ علماء و مشائخ نے پہنا ہے اگرچہ کوئی سند قوی اس باب مین نہین ہے اور زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین یہ لباس نہ تھا لکن اگر کوئی پہنے تو مباح و لا باس بہ ہے لوگ کہتے ہین کہ واضع فرجی کا فرعون ہے مگر کتب معتبر مین دیکھا نہین گیا اور ثابت نہین ہوا پس چاہیے کہ نماز کی وقت اوس کی آستین ہاتھ مین کرلے اور لٹکائے نہین کہ مکروہ ہے

ذکر موضع ازار کا

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازار بالائے ناف سی فوق کعبین تک
تھی اسی قدر سنت بھی ہے اور ناف سی زانو تک ستر کرنا فرض ہے
اور بعض نے ناف کو عورت مین داخل نہین کیا ہے اس لیے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ناف حسنین علیہما السلام کو بوسہ دیا تھا اسے
قیاس پر سراویل یعنی پاجامہ جو عجم مین متعارف ہے اور اوس کو شلوار
کہتے ہین مقدار ازار حضرت پر ہونا چاہیئے اور اگر زیرشتالنگ ہوگا تو
بدعت وگناہ ہے حدیث ابوہریرہ دربارہ نہی جر ازار اور حدیث ابن عمر
دربارہ نہی جر ثوب رفعا پہلے گذرچکی ہے اور یہ دونون حدیثین متفق علیہ
ہین اسی جگہ سے فقہاء نے ازار کو ٹخنے سے نیچے حرام وبدعت محض کہا ہے
اور حدیث ابوہریرہ مین فرمایا ہے ما اسفل من الکعبین من الازار فی النار
رواہ البخاری یعنی جو ازار ٹخنے سے نیچی ہے وہ آگ مین ہے معنے یہ ہوئے
کہ جتنے ٹکڑے قدم پر ازار لگتی ہے وہ ٹکڑا آگ مین جائیگا یا یہ معنے ہین کہ
یہ فعل مذموم ہے دوزخی ایسا کام کیا کرتے ہین اکثر وعید شدید بلفظ ازار
آئی ہے یہان تک کہ ایک شخص نیچے پائینچے والا نماز پڑہتا تھا اوس کو حکم دیا
کہ وضو ونماز کا اعادہ کری۔ اور ایک روایت مین آیا ہے کہ شب نصف
شعبان مین سب بخشے جاتے ہین مگر عاق ومدمن خمر ومسبل ازار راجح یہ
ہے کہ حکم درازی کا سب کپڑون مین جاری ہے جو قدر حاجت اور صورت

سنت سے زیادہ ہے تخصیص ازار کی اس لیے ہے کہ عہد حضرت مین
غالبا لباس اکثر لوگون کا یہی ازار رہتا اور لوہت ازار کی نصف ساق تک
ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازار ایسی ہی تھی اور ٹخنون کے اوپر
تک رخصت ہے اور یہی حکم ہے دامن قبا و پیرہن کا اور سنت آستین
مین یہ ہے کہ بند دست تک ہو اور عادت سے زیادہ شملہ چھوڑنا داخل اسبال
ہے نہایت شملہ کی نصف پشت تک ہے اور درازی لباس کی واسطے
عورتون کے بھی ممنوع ہے لکن بالشت دو بالشت بقدر ستر کے جس طرح کہ
حدیث ام سلمہ مین آیا ہے

ذکر طول آستین و بند جامہ کا

شیخ رح فرماتی ہین کہ آستین پیراہن و جامہ و قبا و جبہ نبوی کی کبھی
بند دست تک ہوتی اور کبھی سر انگشت تک موافق ایام حرارت و برودت
کے اور کبھی بی ان دونون کے بیچ ہوتی اور جامہ و قبا حضرت کی بی بند
سکے تھے یعنی زیادہ بند نہ تھے اور علماء متاخرین نی اسکو لباس بد کہا ہے

ذکر لباس ریشمی کا

مرد کو ریشمی کپڑا پہننا حرام ہے حدیث عمر و انس و ابن زبیر و ابو امامہ مین
رفعا آیا ہے من لبس الحریر فی الدنیا لم یلبسہ فی الاخرۃ متفق علیہ یہ کنایہ
ہے عدم دخول جنت سے مگر جسنے توبہ کر لی ہے سیوطی نے کہا اکثر کی نزدیک

یہ معنی ہین کہ وہ ہمراہ سابقین فائزین کے بہشت مین نجائیگا دوسرا لفظ
ابن عمر کا مرفوعا یہ ہے انما یلبس الحریر فی الدنیا من لا خلاق له فی الآخرة
متفق علیه اور حدیث حذیفہ مین لبس حریر و دیباج اور جلوس سی حریر پر
منع کیا ہے متفق علیه اس نہی کو امام اعظم نے دربارہ جلوس نہی تنزیہ
سمجھا ہے اور صاحبین نے تحریم کہا ہے شافی اولی ہے ہان حدیث متفق علیہ
عمر مین بقدر وسطی و سبابہ کی لبس حریر کا جائز فرمایا ہے اور صحیح مسلم مین
آیا ہے کہ عمر نے جابیہ مین خطبہ پڑہا اور کہا کہ نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ واله
وسلم عن لبس الحریر الا موضع اصبعین او ثلث او اربع پہلی حدیث سی
اباحت دو انگشت کی اور اس حدیث سے جواز چار انگشت کا ثابت ہوا
جمہور اہل علم اسی طرف گئے ہین علی رضی اللہ عنہ کہتے ہین حضرت صلعم نے
داہنے ہاتہہ مین حریر اور بائین ہاتہہ مین سونا لیکر فرمایا کہ ان هذین حرام
علی ذکور امتی یعنی ریشم و زر حرام ہین میری امت کی مردون پر رواه
احمد وابو داود والنسائی وابن ماجة وابن حبان وهو حدیث حسن
ابن ماجہ مین اتنا اور زیادہ کیا ہے حل لاناثهم ابو موسی کا لفظ یہ ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا احل الذهب والحریر للاناث
من امتی وحرم علی ذکورها رواه الترمذی والنسائی وقال الترمذی
هذا حدیث حسن صحیح لفظ ذکور مین اطفال بہی داخل ہین یہ تحریم اولیا کے

صبیان پر ہے کیونکہ وہ خود مکلف نہین ہین اور مراد وجہ بہانسے زیور ہے ورنہ اکل وشرب آوند زر وسیم مین مرد عورت سب پر حرام ہے ف شیخ نے کہا ہی لباس حریر مردون اور لڑکون بچون کو حرام ہے مگر عورتون اور نابالغ لڑکیون کو درست ہے اور اگر واسطے دفع خارش وجرب اور دفع قمل یعنی جوؤن کے پہنے تو روا ہے اسی طرح اگر معجون مین ابریشم ملا کر کہائے تو جائز ہے انس کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زبیر و عبدالرحمن بن عوف کو اجازت دی تہی کہ حریر پہنین اون کو خارش تہی متفق علیہ مسلم کی روایت مین یہ ہے کہ اون دونون نے شکوہ جوؤن کا کیا حضرت نے قمیص حریر کی رخصت بخشی اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ لبس حریر حرام ہے مگر واسطے کسی حاجت یا مصلحت کے یہی مذہب ہے شافعیؒ کا اور نزدیک مالک کے اصلا جائز نہین ہے ہدایہ مین کہا ہے کہ پہننا حریر و دیبا کا حرب مین نزدیک صاحبین کے درست ہے سختی سلاح کو دور کرتا ہے اور حشم ودشمن مین مہیب تر ہوتا ہے اور نزدیک امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مکروہ ہے بوجہ اطلاق نہی اور ضرورت مندفع ہے لبس مخلوط سے اور صاحبین کہتے ہین کہ حریر خالص دافع تر ہے

	ذکر آستر وقسم حریر کا	۱

ابو ریحانہ کہتے ہین نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یجعل الرجل

فی اسفل ثیابہ حریرا مثل الاعاجم او یجعل علی منکبیہ حریرا الحدیث

رواہ ابو داؤد والنسائی یعنی منع فرمایا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

اس سے کہ لگائے مرد نیچے کپڑے کے ریشم یعنی استر ریشم کا مانند اہل

عجم کے یا لگائے مونڈھون پر کپڑا ریشمی مانند عجمیون کے معلوم ہوا کہ ابرہ

و استر دونون جامہ ریشمی کے حرام ہین اور مونڈھون پر ریشمی کپڑے سے

مراد علم حریر ہے یعنی بطور سنجاف کے حریر ٹانکنا یا کام ریشمی کرنا یا کوئی چادر

ریشمی وغیرہ دوش پر رکھنا یا تکمہ بنانا کہ یہ سب تصرفات ممنوع ہین

ذکر لبس حریر غیر خالص کا

تحریم حریر خالص کی رجال پر مجمع علیہ ہے رہا وہ حریر جو مشوب بالغیر ہو

سو اہل علم کا اوس مین اختلاف ہے مانعین کی دلیل حدیث حلہ

سیرا ہے یہ حدیث صحیحین مین علی مرتضی سے آئی ہے لکن تفسیر مین

اس حلہ کی اختلاف ہے کسی نے کہا وہ دھاری دار تھا اور کسی نے کہا

مختلف رنگ کا تھا یہ دونون تفاسیر دال علی المطلوب نہین ہین اور

بعض نے کہا ہے کہ وہ حریر خالص تھا اور جسنے مشوب کو حرام نہین کہا

ہے اوس کی دلیل حدیث ابن عباس سے ہے نزدیک احمد و ابو داود کے

اس لفظ سے کہ انما نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن الثوب المصمت

من قز اس کی سند مین خصیف بن عبد الرحمن راوی ضعیف ہے یہ حدیث

نزدیک ابو داود کی اس لفظ سے ہے نہی عن الثوب المصمت من الحریر فاما العلم وسدی الثوب فلا باس بہ یعنی نری ریشم سی منع کیا ہے اور جس کی دہاری ریشم کی ہے اور تانا ریشم کا ہے اوسکا بہننا مضائقہ نہین جس کپڑے مین تانا بانا ریشم کا ہو اوسکا پہننا حرام ہے اور نزدیک صاحبین کے لڑائی مین جائز ہے اور جسکا تانا ریشم کا اور بانا سوت کا ہے وہ مشروع ہے نزدیک جمہور کے لیکن اسکا عکس مکروہ ہے مگر لڑائی مین غرضکہ لڑائی مین نزدیک صاحبین کے حریر خالص جائز ہے اور نزدیک امام ابو حنیفہ رح کے جس کا بانا حریر کا ہو اور تانا سوت کا وہ درست ہے اور جس مین تانا حریر کا ہو اور بانا اور چیز کا وہ مطلقًا مباح ہے لیکن امام ربانی قاضی محمد بن علی شوکانی اور ابن دقیق العید مشروح عرفی کو بھی نا مشروع کہتے ہین بدلیل حلہ سیرا اس لیے کہ راجح یہی ہے کہ وہ ریشم خالص نہ تہا بلکہ مشوب تہا مسوّی شرح موطا مین کہا ہے کہ حلہ سیرا وہ ہے جسمین خطوط ہون یہ چادرین ہین حریر کی یا غالب اوسمین حریر ہوتا ہے اور حدیث علی بن لبس قسّی سے نہی آئی ہے رواہ اہل السنن الاربع شراح نے کہا ہے قسّی ایک قسم ہے کپڑے کی اوسمین ریشم کی دہاری ہوتی ہے اور طیبی نے کہا یہ کپڑا کتان کا ہوتا ہے ریشم سی ملا ہوا ابن بطال نے کہا یہ نہی جب ہے کہ سارا ریشمی ہو یا بانا ریشم کا ور نہ نہی تنزیہی ہو گی لیکن اولی یہی

ہے کہ مراد وسی ہے سے مخلوط ہے واللہ اعلم اور جواز حریر خالص کا بتن وریزیہ
مین واسطے تداوی کے لکہا ہے نہ واسطی حرب کی بالجملہ تقوی ترک مشوب
ہے اور فتوی جواز لبس مشوب ہے واللہ اعلم

ذکر لباس معصفر ومزعفر کا

شیخ رح نی فرمایا ہے کپڑا کسم اور زعفران کے رنگ کا مردون کو حرام
ہے اور کسم مین علما کا اختلاف ہے بعض نے مطلق حرام کہا ہے اور بعض
نے کہا کہ اگر بعد بنی کے رنگا ہے تو حرام ہے اور اگر بعد رنگ کے بنا ہے
تو مباح ہے اور بعض نے کہا کہ اگر رایحہ اوسکا زائل ہو گیا ہے تو مباح ہے
والا حرام اور بعض نے کہا کہ پہننا اوسکا مجالس ومحافل مین مکروہ ہے
اور گھر مین پہننا درست ہے مختار مذہب حنفی مین کراہت تحریمی ہے اور
نماز پڑہنا اوس مین مکروہ ہے اور جو لال رنگ سوا اسی کسم کے ہے
اوس مین بہی اختلاف ہے شیخ قاسم حنفی نے کہ اعاظم علماء متاخرین مصر
سے ہین یہ تحقیق کیا اور فتوی دیا ہے کہ حرام ہے بسبب رنگ کے پس ہر
لال رنگ حرام ومکروہ ہے انتہے شوکانی رح نے مصبوغ بالعصفر کو منہے
عنہ لکہا ہے بدلیل حدیث ابن عمر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجہپر
دو جامہ معصفر دیکہے فرمایا ان ہذہ من ثیاب الکفار فلا تلبسہما رواہ
مسلم وغیرہ اور حدیث علی مین بہی رفعا نہی آئی ہے لباس معصفر سے

رواہ مسلم وغیرہ ایضاً ابن عمرو کا لفظ یہ ہے کہ آئی رسول اللہ صلعم وعلیّ
ثوب مصبوغ بعصفر موردا فقال ما ھذا فعرفت ما کرہ فانطلقت فاحرقتہ
فقال افلا کسوتہ بعض اھلک فانہ لا باس بہ للنساء رواہ ابو داود یعنی
مجہپر ایک کپڑا تھا کسنب کا رنگا ہوا گلابی اس سے معلوم ہوا کہ کسنب کے
رنگ کا کپڑا پہننا مرد کو حرام ہے عصفر کہتے ہین رنگ سرخ کو یہ بات
مخصوص ہے پر توجو حدیث درباره لبس مطلق احمر آئی ہے جیسے حدیث براء
کہ رایتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی حلۃ حمراء لم ار شیئا قط احسن منہ
کما فی الصحیحین معارض اس کی نہوگی اور اس باب مین اور حدیثین بہی
آئی ہین جمع درمیان اون کے اس طرح پر ہے کہ ممنوع وہ احمر ہے جو
مصبوغ بعصفر ہوا اور مباح وہ احمر ہے جو مصبوغ بعصفر نہوا یہ جامہ کسم
کی رنگ کا مردون کو حرام ہے نہ عورتون کو

ذکر گلیم کا

حدیث مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گلیم اوڑہی ہے
وعلیہ مرط مرحل من شعر یعنے چادر اون یا موبے یا کتان یا شتر
قاموس مین کہا ہے مرط مرحل چادر صوف یا خز ہے نہایہ مین کہا ہے
کہ مرط کبہی ریشم کی ہوتی ہے اور کبہی خز وغیرہ کی شرح ولبطاس مقدار
کا شرح مشکوۃ مین لکہا ہے انتہے مین کہتا ہون کہ جو تفصیل اہل لغت نے

در بارہ الوان مختلفہ بابت جواز و عدم جواز بحقیق رجال لکھی ہے اکثروہ بے دلیل ہے حدیث سے فقط حرمت معصفر کی ثابت ہوتی ہے باقی ساری الوان خواہ پختہ ہون یا خام جائز الاستعمال ہین بلکہ نزدیک محققین کے فقط حرمت عصفر کی ہے نہ مزعفر وغیرہ کی یہ دوسری بات ہے کہ رنگ سفید افضل الوان و مرغب فیہ و محبوب آنحضرت صلعم تہا اور واسطی حیات و ممات کے یہی بیاض مقدم ترہے

ذکر چادر کا

حدیث انس مین آیا ہے کہ احب ثیاب حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو حبرہ تہا جسکو پہنتے تھے متفق علیہ حبرہ کہتے ہین چادر ساخت یمن کو جسپر لال دہاریان ہوتی ہین اور کبہی سبز اور وہ سوت سے بنی جاتی ہے نظیر اوس کی ہمارے اس ملک ہند مین لنگی ہے دہاری دار بعض نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو رنگ سبز پسند تہا اس لیے کہ لباس اہل جنت کا سبز ہوگا لہذا حبرہ کو دوست رکہتے تہے طبرانی و ابن السنی و ابو نعیم نے روایت کیا ہے کہ کان احب الالوان الیہ الخضرۃ حدیث ابی رمثہ تیمی مین آیا ہے کہ انہ رأی النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وعلیہ وسلم ثوبان اخضران الحدیث رواہ الترمذی مراد خضرت سے یا تو نری سبزی ہے یا خطوط سبز ہین

حسن سبزی بخط سبز مرا کرد اسیر   دام ہمرنگ زمین بود گرفتار شدم

ایک بار زمانۂ عباسیہ مین واسطے امتیاز شرفاء سادات کی انحیاز سے یہ ٹہیری تہی کہ جو سید ہو وہ ہمیشہ سبز عمامہ باندہا کرے تاکہ بمجرد رویت کی اطلاع اوس کے نسب عالی سے ہوجایا کرے اوسیر عملدرآمد رہا لیکن بعض شعرا نے اس بارے مین یون کہا ہے

جعلوا لابناء الرسول علامة ، ان العلامة شان من لم یشہر

نور النبوة فی جباہ وجوہہم ، یغنی الشریف عن الطراز الاخضر

ذکر کساء ملبّد وازار غلیظ کا

ابو بردہ نے کہا ہے کہ عائشہ رضؓ نے ایک چادر پیوندکی ہوئی اور ایک موٹا تہمد باہر نکالا اور کہا کہ حضرت صلعم کی روح اسی مین قبض کی گئی تہی متفق علیہ حدیث دلیل ہے حضرت کے زہد پر اور سنیت پیوند جامہ ولباس خشن پر خصوصا آخر عمر مین واللہ اعلم

ذکر بچھونے اور فرش کا

عائشہ رضؓ نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بستر جسپر سوتے تہے چمڑے کا تہا اوس کے اندر چہال کہجور کی یعنی بجائے روئی کے بہری تہی متفق علیہ شمائل ترمذی مین آیا ہے حفصہ سے کہ حضرت کا بچہونا ٹاٹ کا تہا ظاہر یہ ہے کہ کبہی ویسا ہوتا تہا اور کبہی ایسا یا سونے کا بچہونا چمڑے کا تہا اور بیٹہنے کا ٹاٹ کا اور گہر و مسجد مین زیادہ استعمال بوریے کا رہتا تہا بوریے پر

بچھونا اور سونا سنت ہے ایک بار حضرتؐ بوریے پر سوئے تھے بدن مبارک
پر نقش بوریا ہو گیا تھا یہ قصہ حدیث شریف مین بطول آیا ہے اور رسالہ
راہ سنت مین والد مرحوم نے اوسکو نظم کیا ہے بیت
بہ بوریا نہ نہی پا کہ از فقیران ست : قدم منہ بہ نیستان کہ جای شیران ست

ذکر تکیے کا

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین کہ حضرتؐ کا وساد جسپر تکیہ کرتے تہی
چمڑے کا تہا بہرائو اوسکا پوست تہا خرمے کا رواہ مسلم یعنی تکیہ لگا کر بیٹہتے
یا سوتی وقت سر کے نیچے رکہتے اس سی استحباب استعمال بستر و تکیہ کا واسطے
سونے اور آرام کے معلوم ہوا لکن تنعم مین زیادہ انہماک و اسراف نہو بدلیل
حدیث ابن عباس کل ما شئت والبس ما شئت ما اخطأتك اثنتان سرف
ومخیلة رواہ البخاری یعنی ہر طعام ولباس مباح سے کہانے پہننے کا اختیار
ہے جب تک کہ اسراف و تکبر نہو اور حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ
مین فرمایا ہے کہ البسوا ما لم یخالطہ اسراف ولا مخیلة رواہ احمد والنسائی
وابن ماجة الحاصل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکیہ پسند تہا اور
آپ تکیہ لگاتے تہی اور تکیہ وخوشبو کی رد کرنے سی منع فرماتے تہے بالجملہ
طریقہ حضرت صلعم کا یہ تہا کہ دنیا مین زہد کرتے اور متاع ولذات دنیا سے
اعراض فرماتی اور لباس موٹا اور پہٹا پرانا پہنتے اور جیسا کپڑا میسر ہوتا

بی تکلف پہنتے اور کبھی بیان جواز کے لیے نفیس قیمتی کپڑا بھی پہن لیتے لیکن فی الفور کسی کو بخش دیتے اسی جگہ سے اہل علم نے کہا ہے کہ نفیس رکھنا کپڑا نفیس ہی ہو اور تکلف کرنا لباس مین خلاف سنت ہے اگرچہ اصل اشیا مین اباحت ہے اور اگر کوئی شخص موٹا حقیر کپڑا واسطے اظہار زہد یا طمع و سوال کے یا بطور ریا و سمعہ پہنتا ہے تو یہ بھی خلاف سنت ہے بلکہ اہل خیر و دیانت نے بقصد ستر حال و غمت والہا غنا کے اچھے نفیس عمدہ کپڑے پہنے ہین تاکہ چشم اہل دنیا مین محقر ہون

ذکر قناع کا

حدیث عائشہ مین آیا ہے کہ ہم اپنے گھر مین دوپہر کی گرمی مین بیٹھے تھے کہ کسی نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا هذا رسول الله مقبلا متقنعا رواہ البخاری یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چادر سے سر اپنا ڈھانکے ہوئے آتے ہین یہ ڈھانکنا سر کا گرمی سے تھا یا اس لیے کہ کوئی آپکو پہچانے اس سے جواز قناع کا واسطے حرارت و برودت وغیرہا کے ثابت ہوا

ذکر تعدد فراش کا

جابر سے فرمایا تھا کہ ایک بستر واسطے مرد کے دوسرا بستر واسطے عورت کے اور تیسرا بستر واسطے مہمان کے ہے اور چوتھا بستر واسطے شیطان کے رواہ مسلم عورت کے لیے الگ بچھانا اس لیے فرمایا کہ شاید کسی وقت

مرد بسبب مرض یا کسی اور عذر کی تنہا سوئی ورنہ بیبیون کی ساتھ سونا اولی اور اعلی تو بسنت ہی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمراہ اپنے ازواج کے سوتے تھے وقال تعالی ھن لباس لکم وانتم لباس لھن یہ آیت بھی باشارۃ النص یا بفحوای خطاب اسی طرف مشیر ہی

ذکر نشست کا حریر ودیباج پر

اس کی نہی حدیث حذیفہ مین آئی ہے متفق علیہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بچھانا حریر کا اور سونا اوسپر اور بنانا تکیہ وپردہ کا حریر سے لاباس بہ ہے اور ابو یوسف ومحمد رح نے مکروہ کہا ہے یعنی حرام اور یہی حق ہے اس لیے کہ لفظ حدیث نہانا عن لبس الحریر والدیباج وان نجلس علیہ صریح ہے تحریم مین متن دررالبہیہ مین بھی نہی لکھی ہے افتراش حریر سے ابن القیم نے کہا ہے کہ اگر یہ نص نہ آتی تب بھی نہی عن اللبس متناول افتراش کو ہوتی جس طرح کہ تناول التحاف کو ہے کیونکہ لغۃ وشرعا یہ لبس ہے جس طرح انس نے کہا تھا فقمت الی حصیر لنا قد اسود من طول ما لبس بسط اس مسئلہ کا شرح دررالبہیہ مین ہے رہا یہ امر کہ حرمت افتراش کے مردون پر ہے یا عورتون پر بھی سو اس مین اہل علم کا اختلاف ہے خراسان کے شوافع نے دونون پر حرام کہا ہے اور عراق کے شافعیہ نے عورتون پر جائز بتایا ہے اول مذہب رافعی ہے اور ثانی مختار نووی

ابن عباس و انس افتراش کو جائز کہتے ہین مذہب حنفیہ بھی یہی ہے اس دلیل سے کہ افتراش اہانت ہے لکن یہ کوئی ایسی علت نہین ہے کہ لائق استدلال کے مسائل شرعیہ پر ہو سکے بر فرض عدم معارض چہ جائیکہ دلیل صحیح معارض اس کی موجود ہے واللہ اعلم

ذکر جبۂ طیالسیہ کسروانیہ کا

حدیث اسما بنت ابی بکر مین آیا ہے کہ اسماء نے ایک جبہ طیلسان کسروانی کا نکالا اوس مین ٹکڑا ریشمی لگا ہوا تہا گریبان پر یعنی بطور سنجاف کے اور اوس کی دونون کشادگیان بہی ریشمی کپڑے سے لگی ہوئی تہین الحدیث رواہ مسلم طیلسان کہتے ہین چادر صوف سیاہ کو اور یہ جبہ شاید مدور تہا اور کسروانی نسبت ہی طرف بادشاہ فارس کے ایک کشادگی آگے ہوتی اور ایک پیچھے جس طرح بعض جبون مین آگے پیچھے دامن کہلے ہوتے ہین جابجا حال اون دونون چاکون پر حریر کی سنجاف لگی ہوئی تہی یہ سنجاف چار انگشت سے زیادہ نہ تہی کہ معارض حدیث عمران ٹہیری اور وہ جو حدیث عمران مین آیا ہے کہ لاالبس القمیص المکفف بالحریر رواہ ابو داود سو محمول ہے زیادہ پر چار انگشت سی یا حمل اونکا ورع و تقوے پر کرنا چاہیے

ذکر ازار زنان

حدیث ام سلمہ مین آیا ہے کہ جب حضرت نے ذکر ازار کا کیا تو اسماء نے کہا

کہا ازار عورتون کی کیسی ہو فرمایا ایک بالشت لٹکی کہا پاؤن کھلے رہینگے فرمایا ایک ہاتھ لٹکا ئے اس سے زیادہ نکرے رواہ مالک وابی داود والنسائی وابن ماجہ دوسری روایت مین نزدیک ترمذی ونسائی کے ابن عمر سے یون آیا ہے کہ فرمایا فیرخین ذراعا لا یزدن علیہ مراد دراز کرنا ہے ازار کا ایک بالشت یا ایک گز شرعی تک تاکہ قدم ڈھکے رہین حدیث دلیل ہے اسپر کہ عورت کو ستر قدم چاہیے ایسی ازار نہ پہنے جس سے پاؤن کھلے رہین اس زمانے مین جو پاجامہ تنگ چوڑی دار عورتون مین مستعمل ہے وہ خلاف اس حدیث کے ہے اور کلی دار پاجامہ اگرچہ ساتر اقدام ہوتا ہے لکن اوس مین سرف وتخیلہ موجود ہے جو ازار معمول عہد نبوت تھی وہ ان ہر دو امر سے خالی تھی اوس طرح کی ازار کا رواج حدیدہ واطراف مین بھی اب تک موجود ہے وہ ایک تہمد ہیئت خاص کا ہے جس سے اقدام نسوان مستور رہتے ہین

ذکر ازار مردان

ابن عمر نے کہا ہے میں گذرا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہوا میری ازار مین استرخا تھا فرمایا اے عبداللہ اپنی ازار اونچی کر مینے اونچی کی فرمایا اور زیادہ کر مینے اور زیادہ کی جب سے مین ہمیشہ قصد اوس کے اوٹھائے رکھنے کا کرتا ہون بعض قوم نے کہا کہان تک اوٹھاتے ہو کہا نصف ساق تک

رواہ مسلم حدیث دلیل ہے تعیین موضع رفع پر یعنی باندازہ ہے ازار یعنی تہمد کا اور جو بچا ہی اوس سے کے ہو دوسری حدیثون مین یہی آیا ہے سنت یہی مقدار ہے اور تا کعبین جائز ہے اور کعبین سے نیچے حرام اور لائق آتش دوزخ ہے عکرمہ کہتے ہین مینے ابن عباس کو دیکھا کہ وہ تہمد باندہتے اور حاشیہ تہمد کا آگے کی جانب سے پشت قدم پر رکہتے اور پیچہے سے اوسکو اونچا کرتے مینے کہا تم تہمد کیون اس طرح باندہتے ہو کہا مینے حضرت کو اسی طرح تہمد باندہتے دیکھا ہے یعنی گاہ گاہ رواہ ابو داود معلوم ہوا کہ اونچا رکہنا ازار کا پیچہے سے کافی ہے عدم اسبال مین حدیث ابو سعید مین رفعاً آیا ہے اِزرۃ المومن الی انصاف ساقیہ لاجناح علیہ فی ما بینہ وبین الکعبین وما اسفل من ذلک ففی النار الحدیث رواہ ابی داود وابن ماجۃ حدیث دلیل ہے جواز اسبال پر تا فوق کعبین اور اس سے اسفل کو نار مین فرمایا ہے اور یہ کلمہ تین بار کہا

ذکر خز کا

حدیث ابو الرجاء مین آیا ہے کہ عمران بن حصین ہمپر باہر آئے وہ مطرف خز اوڑہے ہوئے تہے الحدیث رواہ احمد مطرف وہ کپڑا ہے جس کے دونون طرف کنارا ہو قاموس مین کہا ہے مطرف چادر خز کو کہتے ہین جو مربع دہاری دار ہو اور خز کہتے ہین اوس کپڑے کو جو نرے ریشم کا ہو اور

بعض نے کہا جو تشبیہ وصوف کا ہو اس جگہ یہی قول اخیر مراد ہے اردو

مین خرکوشتر بولتے ہین

ذکر اطلاق تکمہ کا

معاویہ بن قرہ عن ابیہ کہتے ہین مین پاس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آیا ایک جماعت مزینہ کے ساتھہ یعنی بعیت اسلام کرنے کو اونہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بعیت کی اور حضرت بیٹھے تھے گھنڈیان گریبان کی کھلی ہوئی تھین مینے اپنا ہاتھہ اندر گریبان قمیص کے کرکے مہر نبوت کو چھوا رواہ ابی داود حدیث دلیل ہی اطلاق ازرار پراور گریبان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ مبارک پر کھلا تہا احادیث کثیرہ اسی پر دلیل ہین اور چھونا مہر نبوت کا بغرض تیمن وتبرک کی تہا یہ علامت نبوت کی خاص ساتہہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھی ۵

پیغام حسد الحجت آدم آورد	انجام بشارت ابن مریم آورد
باجملہ رسل نامہ بی خاتم بود	احمد بر ما نامہ وخاتم آورد

صلی اللہ تعالی علی خاتم الانبیاء وسلم

ذکر پیوند لگانی کا کپڑی مین

عائشہ کہتی ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھسے فرمایا یا عائشہ ان اردت اللحوق بی فیکفیک من الدنیا کزاد الراکب وایاک و

مجالسة الاغنياء ولا تستخلفي ثوبا حتى ترقعيه رواه الترمذي وقال
هذا حديث غريب لا نعرفه الا من حديث صالح بن حسان وقال
محمد بن اسمعيل صالح بن حسان منكر الحديث یعنی اے عائشہ اگر تو
چاہتی ہے ملنا مجسے یعنی دنیا یا آخرت مین تو چاہیے کہ کفایت کرے تجھکو
دنیا سے بقدر توشہ سوار کے اور بچتی رہ ہمنشینی سے اہل دولت کی اور
نہ پرانا گن کپڑے کو اور نہ پھینکدے اوس کو بسبب کہنگی کے یہان تک
کہ پیوند کرے تو اوسکو توشہ سوار اس لیے کہا کہ سوار تیز چلتا ہے منزل
پر جلد پہونچتا ہے اوس کو تھوڑا سا توشہ کافی ہے بخلاف پیادہ کے اوسکو
سفر مین دیر لگتی ہے وہ زیادہ توشہ لیتا ہے اسمین ترغیب دی ہے
قناعت علی الیسیر پا اور ہمنشینی سے دولتمندون کی اس لیے منع فرمایا کہ
اونکی صحبت باعث ہوتی ہے محبت شہوات ولذات ولہوات دنیا پر
نخست منزلت پیر ازانش این سخن ست کہ از مصاحب ناجنس احتراز کنید
اللہ تعالی نے فرمایا ہے ولا تمدن عینیک الی ما متعنا به ازواجا منهم
زهرة الحياة الدنيا الخ ایک روایت مین فرمایا ہے کہ صحبت موتی والے سے
بچو کہا وہ کون ہین فرمایا اغنیا راستے یعنی تونگرون کے دل سخت و
سیاہ ہوتے ہین گویا اونمین جان ایمان کی نہین ہے سو جب وہ مردہ
دل ہیرے تو پھر اون کی پاس بیٹھنے سے کیا حاصل بجز اس کے کہ اپنا

دل بہی مردہ ہو جائے سے

افسردہ دل افسردہ کند انجمنی را • در مجلس خود راہ مدہ ہمچو منے را

اور پیوند لگا کر پہننے کی رغبت دلائی یعنی بطریقہ کفایت مونت اور عدم سوال وترک حرص کا تبلایا بلکہ اس مین کسر نفس و رفع تکبر بہی حاصل ہے حکایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بار ایام خلافت مین خطبہ پڑہا اوس وقت اون کی تہمد مین بارہ پیوند لگے تہے اسی جگہہ سے حدیث ابو امامہ مین رفعا آیا ہے الا تسمعون الا تسمعون ان البذاذۃ من الایمان ان البذاذۃ من الایمان رواہ ابو داود تم نہین سنتے تم نہین سنتے کہ ترک زینت کرنا اخلاق ایمان مین سے ہے حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ میلا کچیلا رہنا اور سادگی پر قانع ہونا اور پہٹا پرانا کپڑا پہننا نشانی ایمان کی ہے یعنی جبکہ مقصود اس وضع سے زہد فی الدنیا اور رغبت فی الآخرۃ ہو نہ ریا وسمعہ وحیلۂ گدائی و تخوہا سوید بن وہب ایک مرد سے جو کہ ابناء صحابہ سے تہا اور اپنے باپ سے راوی ہے رفعًا ناقل ہین کہ جس نے پہننا جامۂ جمال کا ترک کر دیا اور وہ ایسے لباس پر قدرت رکہتا ہے دوسری روایت مین ہے کہ براہ خاکساری چہوڑ دیا تو اللہ اوسکو حلہ کرامت کا پہنائیگا اور جس نے بیاہ کیا اللہ کے لیے اللہ اوس کے سر پر تاج شاہی رکہیگا رواہ ابو داود وروی الترمذی منہ عن معاذ بن

انس حدث اللباس مطلب یہ ہوا کہ جس نے بخوف جنابِ الٰہی یا بامید حصولِ
رتبۂ آخرت یا بنظر حقارت زینت و دنیا لباس عمدہ ترک کر دیا تو
اوس کو آخرت مین حلۂ کرامت ملیگا یا جس نے ایسی عورت سے
نکاح کیا جو اس کی برابر نہین ہے نہ کنارت مین نہ عزت مین نہ غنا مین
اور یہ نکاح محض اللہ کی رضا کے لیے کیا یا واسطے حفظ نفس کے فتنہ
زنا و نحوہا سے یا بغرض محافظت دین و طلب نسل کے تو بہشت مین
اوس کے سر پر ایک تاج بادشاہی کا رکھا جائیگا یا یہ کہ وہ دنیا و
آخرت مین موقر ہوگا

ذکر سونی کی حباب کا

حدیث علی رضی اللہ عنہ مین آیا ہے کہ نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
والہ وسلم عن خاتم الذہب وعن لبس القسی والمیاثر رواہ اہل السنن
الا ابن ماجہ یعنی منع کیا مجھکو حضرت نے پہننے سے سونے کی حباب کے اور
قسی اور زین پوش ریشمی سے معلوم ہوا کہ جس کپڑے پر تحریر ذہب
خالص کی ہو اوسکا پہننا منع ہے اور جب حباب نا درست ٹھیرے تو
جامۂ زرنگار اور وہ کپڑا جس مین سونے کے تار ہوں بالاولی حرام ہوگا
اسی طرح رکوب خز و نمار سے حدیث معاویہ مین نہی آئی ہے رواہ ابو داود
والنسائی یعنی ریشمی کپڑے کی اور چیتے کے چمڑے کے زین پوش پر

سوا اس خز زمانہ سابق میں وہ کپڑا تھا جو صوف و ریشم سے بنا جاتا تھا
وہ مباح ہے صحابہ و تابعین نے اوسکو پہنا ہے اگر وہی خز مراد ہے تو
علت نہی کی تشبہ بعجم ہے بطریق تکبر کے اور اگر مراد ریشم خالص ہے
تو وہ مطلقاً حرام ہے اس جگہ یہی اخیر قسم مراد ہے اور خبر دی ہے کہ
آخر زمانے میں ایک قوم پیدا ہوگی جو خز و حریر کو حلال جانے گی یہ
قسم زمان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نہ تھی اس لیے یہ اخبار و اہل
نشر و پیدا ہوا ہے بعض شراح نے کہا ہے کہ مراد خز سے وہ کپڑا ہے
کہ تمام یا اکثر اوسکا ریشم ہو

ذکر جامہ قطر کا

انس کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار تھے باہر تشریف لائے
تکیہ لگائے ہوئے اسامہ پر حضرت پر قطر کا کپڑا تھا کہ بطور ردا ہی کے ڈالا
تھا پھر صحابہ کو نماز پڑھائی دواہ فی شرح السنۃ قطر ایک قسم ہے چادر کی
کہ اوس میں کچھ سرخ دھاریاں ہوتی ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا کا لفظ
یہ ہے کان علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثوبان قطریان غلیظان
وکان اذا قعد فعرق ثقلا علیہ الحدیث رواہ الترمذی یعنی حضرت
پر دو کپڑے موٹے قطری تھے جب بیٹھے اور پسینا آتا تو وہ بدن پر بھارے
ہو جاتے بعض نے کہا ہے قطر ایک بستی ہے ضلع بحرین میں یہ کپڑا وہاں کا

تا حدیث دلیل ہے جواز لباس خشن پر آمین بزہد وتواضع ہے واسطے اللہ تعالے کے ۔

ذکر چادر سرخ وسیاہ وشملہ کا

ہلال بن عامر کے باپ کہتے ہین کہ دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منے مین خطبہ پڑہتے ہوئے دیکھا ایک خچر پر آپ کے اوپر ایک چادر سرخ تھی رواہ ابو داود ظاہر یہ ہے کہ بالکل سرخ تھی لکن اہل علم نے کہا ہے کہ خطوط سرخ تھے یعنی لال دہاری کی لنگی اوڑہے ہوئے تھے عائشہؓ کہتی ہین حضرتؐ کے لیے ایک چادر سیاہ طیار کی گئی آپ نے اوسکو پہنا جب اوس مین پسینا آیا تو اون کی بو پائی آپ نے اوسکو پھینک دیا یعنی بسبب لطافت مزاج شریف و نظافت طبع منیف کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بوئے ناخوش سے سخت نفرت تھی کیونکہ خلاف لطافت وطہارت ہے جابر کہتے ہین مین پاس حضرتؐ کے آیا آپ گوٹ ماری ہوئی بیٹہے تہے آپ کی چادر کے پہنارے آپ کے قدمون پر پڑے تہے رواہ ابو داود اس طرح کے بیٹہنے کو احتبار کہتے مین اس کی شکل یہ ہے کہ سرین زمین پر ٹیک کر دونون گہٹنے کہڑے کردے اور دونون ہاتہ یا کوئی کپڑا گرد گہٹنے کے لپیٹ کر سہارے کے لیے بیٹہے

ذکر قباطی کا

دحیہ بن خلیفہ کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاس قباطی آئی تھی
ایک قبطیہ مجھکو دیا اور فرمایا اس کے دو ٹکڑے کر ایک ٹکڑے کا قمیص بنا
اور دوسرا ٹکڑا اپنی عورت کو دے کہ وہ اوسکو اوڑھنے بنائے جب میں
پشت پھیر کر چلا تو فرمایا اپنی عورت کو حکم دے کہ اس کے نیچے ایک اور
کپڑا یعنی بطور استر کے لگائے تا کہ بال و بدن ظاہر نہو یعنی بسبب باریکی کے
رواہ ابی داود قباطی ایک باریک سفید کپڑا ہوتا ہے مصر میں بنا جاتا ہے
حدیث دلیل ہی اسپر کہ مرد کو باریک کپڑا پہننا درست ہے اگرچہ وا صف
بدن ہو اور عورت ایسا باریک کپڑا نہ پہنے جس سے بدن دکھائی دے
جیسے جالی و لاہی و نحو ہما

ذکر باریک کپڑے کا

عائشہؓ کہتی ہیں اسماء بنت ابی بکر پاس حضرتؐ کے آئیں وہ ثیاب رقاق
یعنی باریک کپڑے پہنے تہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکی
طرف سے منہ پھیر لیا اور فرمایا ای اسماء عورت جب ایام حیض کو پہونچے
یعنی بالغ ہو جائے تو ہرگز درست نہیں ہے کہ کوئی عضو اوسکا دیکھا جائے
مگر یہ اور یہ یعنی چہرہ اور ہاتھ رواہ ابی داود یہ ستر عورت ہے واسطے عورت
کے اور حجاب یہ ہے کہ گھر سے باہر نہ نکلے روبرو لوگوں کے اگرچہ بدن ڈھکا
ہو اور یہ خاص حکم تہا حضرتؐ کے ازواج مطہرات کو اور امت کی عورتو نکے لیے

حجاب مستحب ہی یہہ بھی معلوم ہوا کہ جب بدن عورت کا باریک کپڑے
کے اندر سے نظر آوے تو وہ عورت بحکم برہنگی کا رکہتی ہے علقمہ
اپنی ماں سے ناقل ہیں کہ حفصہ دختر عبدالرحمن پاس عائشہ صدیقہ کے
گئی وہ ایک باریک اوڑہنی پہنے تہی عائشہ نے اوس خمار کو پہاڑ ڈالا
اور ایک موٹی اوڑہنی اوسکو اوڑہا دی رواہ مالک حفصہ دختر برادر
عائشہ تہیں عائشہ نے اون کو باریک اوڑہنی میں دیکھکر غصہ کیا اور
واسطے تادیب وتعلیم کے اوس باریک اوڑہنی کے دو ٹکڑے کر ڈالے
اور اوسکی عوض خمار کثیف پہنا دیا اہل علم ودین کی شان حق میں اپنا
اور بیگانے کی دربارہ امر معروف ونہی عن المنکر یہی ہوتی ہے

ذکر درع قطری کا

عبداللہ بن ایمن کے باپ کہتے ہیں میں پاس عائشہ رضی اللہ عنہا کے
گیا وہ ایک درع قطری پہنے ہوئے تہیں جس کی قیمت پانچ درہم تہے
مجہسے کہا تو اپنی نگاہ طرف میری کنیز کے اوٹہا اور اوس کو دیکہہ کہ وہ
عار کرتی ہے اور راضی نہیں ہوتی کہ اس کپڑے کو گہر میں پہنے یعنی
چاہتی اس کی کہ اس کو پہنکر باہر نکلے حالانکہ اسی کپڑے کا ایک درع
میرا زمانہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تہا جب کسی عورت کو مدینہ
میں بیاہ کے لیے سنوارتی تو وہ مجہسے اس کپڑے کو عاریت منگوا بہیجتی

رواه البخاری اس میں دلیل ہے زہد پر اور دربردہ نصیحت و ہدایت ہے
پہننے پر جامئہ کم قیمت کی اور دلیل ہی جواز استعارہ لباس پر بیاہ شادی وغیرہ میں

ذکر قبای دیباج کا

جابر کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن قبای دیباج پہنی
پھر جھٹ پٹ اوتار کر پاس عمر رضی اللہ عنہ کے بھیجدی عمرؓ نے وہ دو ہزار
درہم کو بیچ ڈالی رواہ مسلم بطولہ معلوم ہوا کہ لباس ریشمی کا پہننا منع
ہے اور اگر وہ دیباج خالص نہ تہا تو خلاف تقوی جانکر اوسکو دور کردیا

ذکر ایک پیچ کا

ام سلمہ کہتی ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری پاس آئی اور میں
اوڑہنی اوڑہ رہی تہی فرمایا ایک پیچ وہے سر پر نہ دو پیچ رواہ ابوداود یعنی
سر پر اور گلی کے نیچے ایک پیچ کافی ہے نہ دو پیچ تاکہ اسراف و مشابہت
ساتھ مردوں کے نہو قالہ الطیبی ظاہر یہ ہے کہ مراد سر پر کپڑا لپیٹنا ہو
زنان عرب کی عادت ہے کہ سر کو کپڑے سے ڈہانکتی ہیں جیسے عصابہ
جسکو ہیالی کی زنجیر سر سے باندہتی ہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ ایک پیچ کافی
ہے زیادہ نہ لپیٹے تاکہ مشابہ دستار نہو

ذکر جامئہ جدید کی پہننے کا

ابوامامہ کہتی ہیں عمر بن خطاب نے ایک نیا کپڑا پہنا پہر کہا الحمد للہ الذی

کسانی ما اواری به عورتی واتجمل به فی حیاتی پہر کہا مینے حضرت کو سنا
فرماتے تھے کہ جس نے جامۂ نو پہنکر یون کہا اور پرانا کپڑا ایک صدقہ
کردیا وہ اسکی پناہ و حفظ و ستر مین رہیگا زندہ و مردہ رواہ احمد
والترمذی وقال هذا حدیث غریب ابن ماجه ابن مطر کا لفظ یہ ہے
کہ علی نے ایک کپڑا تین درہم کو مول لیا پہر کہا الحمد لله الذی رزقنی من
الریاش ما اتجمل به فی الناس فاواری به عورتی پہر کہا مینے حضرت کو سنا
کہ اسی طرح کہتے تھے رواه احمد

ذکر نام رکھنے کا جامہ کو

ابو سعید خدری کہتے ہین حضرت جب نیا کپڑا پہنتے تو اوسکا نام لیتے پگڑی
یا کرتہ یا چادر پہر کہتے اللهم لك الحمد کما کسوتنیه اسألك خیره و
خیر ما صنع له واعوذ بك من شره وشر ما صنع له رواه الترمذی وابی داود
حدیث معاذ بن انس مین فرمایا ہے جسنے کپڑا پہنا پہر کہا الحمد لله الذی
کسانی هذا ورزقنیه من غیر حول منی ولا قوة تو اوس کے اگلے پچھلے
گناہ بخش دیے جاتی ہین رواه ابی داود **ف** اہل علم و دین کا تجربہ
ہے کہ جو شخص گناہ نہین کرتا ہے اوس کے کپڑے جلد پرانے نہین ہوتے
اور عاصی کا لباس جلد کہنہ و بوسیدہ ہوجاتا ہے یعنی دنیا و برزخ مین یہی
وجہ ہی کہ اکثر موتی کا کفن باقی نہین رہتا بلکہ تن و بدن بہی اور بعض صلحی کا

کفن باوجود دہلانے زعفران کے ملا بتن و بدن بدستور باقی رہتا ہی واللہ اعلم

ذکر موزہ کا

سیاہ موزہ کا رکہنا سنت ہی اور زرد رخصت اور حضرت بریدہ سے روایت ہے کہ نجاشی نے حضرت کو دو سیاہ موزے سادے بطور ہدیہ کے بھیجے تھے آپ نے اونکو پہنا پہر وضو کیا اور اونپر مسح فرمایا مین کہتا ہون اس حدیث کو ابن ماجہ و ترمذی نے ابن بریدہ عن ابیہ سے روایت کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ موزے بلا تفتیش اس امر کے پہنے کہ اونکا چمڑا مدبوغ ہے یا نہین اور مردار کا ہے یا مذبوح کا ہے اس کی کچہ جستجو نکی اور ظاہر حال پر عمل کیا اس سے حکم کورے کپڑے اور بوریاون اور شطرنجی وغیرہ فروش و بسط و دیگر اشیاء کا معلوم ہوا کہ جب ظاہر مین نجاست نہو تو حکم طہارت کا ہے انتہی مسح کرنا موزے پر سنت صحیحہ سے ثابت ہی اور ترک نہین کرتا اوس کو مگر مبتدع ضال اور مسح کرنا موزے پر اگر طہارت کاملہ پر پہنا ہے یعنی متیمم و معذور نہین ہے تو درست ہے کیونکہ ان کی طہارت ناقص ہے اور اگر ایک مسلمان نے پہلے پاؤن دہوئے پہر موزہ پہنا پہر وضو کیا پورا پہر اوس کو حدث ہوا تو اوس کو ہمارے نزدیک مسح کرنا روا ہے اور جورب کہی روا ہے حکم موزہ کا رکہتا ہے

ذکر پاپوش کا

پہننا جوتی کا سنت ہے قتادہ کہتی ہین پوچھی انسؓ بن مالک سے کہا کہ حضرت کا نعل کیسا تہا کہا اوس کی دو قبال تہے قبال کہتی ہین اوس دوالی کو جو درمیان دو انگشتون کے ہوتا ہے اور رہتہ سے اوس کی بستہ ہے حضرت نبوت سے پہلے ایام عسرت مین برہنہ پا بہی چلے ہین پہر ابتدای نبوت سے تا آخر مرض الموت کبہی ننگے پاؤن نہوے مگر صحن کعبہ مین یا کسی جاے عبادت مین اور بعض اعزہ صالحین کو جو وبازار مین ننگے پاؤن چلتے پہرتے ہین سو یہ خلاف سنت ہے ہان اگر صحرا ہو اور براہ انکسار و تواضع چلی تو جائز ہے یا بسبب عسرت و فقر کے اگر جوتا میسر نہوے بہی روا ہے انتہی کلام الشیخ مین کہتا ہون حضرت نے نعل واحد مین چلنے سے منع کیا ہے یہ نہی حدیث جابر مین رفعاً نزدیک مسلم کی آئی ہے اور ابو ہریرہ کا لفظ رفعاً یہ ہے لا یمشی احدکم فی نعل واحد لیحفہما جمیعا اولینعلہما جمیعا متفق علیہ اس حدیث سے فی الجملہ اشارہ طرف جواز احفاء کے نکلتا ہے بشر حافی برہنہ پا رہا کرتے تہے

زدہ ام بر سر جہان پاپوش بی سبب این برہنہ پائی نیست

اور حدیث جابر مین فرمایا ہے کہ جب تسمہ جوتے کا ٹوٹ جاے تو ایک جوتے مین نہ چلی جب تک کہ اوسکو درست نکرلے اور نہ ایک موزے مین چلے رواہ مسلم اور وہ جو حدیث عائشہ مین چلنا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

اور دوسری روایت مین چلنا عایشہ کا ایک نعل مین آیا ہے رواہ الترمذی
سو یہ امر نادرنا صحن خانہ مین تہا یا واسطی ضرورت یا بیان جواز کے ہوگا
علاوہ اس کے اس حدیث کی صحت مین بہی کلام ہے ابن عمر کہتے ہین
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسی پاپوش پہنتے تہے جس مین بال نہوتے
رواہ البخاری یعنی صاف چمڑے کے انس نے کہا حضرت صلعم کے نعل مین دو
تسمے تہے رواہ البخاری ایک تسمہ درمیان انگوٹہے اور اوس کے پاس کی
اونگلی کے ہوتا تہا اور دوسرا درمیان بیچ کی انگلی اور اوس انگشت کے جو
اوس کی متصل ہے جس کو بنصر کہتے ہین یہ پاپوش عرب ہندی مین چپل
کہلاتی ہے حدیث جابر مین فرمایا ہے کثرت سے جوتا پہنا کرو کہ مرد جبتک
منتعل ہے راکب ہے رواہ مسلم اور ادب پہنے کا یہ ہے کہ پہلے پاؤن
راست مین پہنے اور جب اوتارے تو بائین سے شروع کرے تاکہ یمینی
پہننے مین اول اور اوتارنے مین آخر ہو متفق علیہ من حدیث ابی ہریرۃ
بروایت ابن عباس نے کہا حضرت کی نعل مین دو قبال مثنی الشراک تہے
رواہ الترمذی یعنی دوہرا تسمہ تہا تاکہ کہچین نہین اور استوار رہین اور
حدیث جابر مین کہڑے ہو کر جوتا پہننے سے منع فرمایا ہے رواہ اہل السنن لکن
یہ جب ہے کہ کہڑے ہو کر پہننے مین مشقت ہو نہ مطلقا واللہ اعلم ابن عباس نے
کہا سنت ہی کہ جب جوتا اوتارے کو بیٹہے تو نعلین کو اپنی پہلو کے پاس رکہہ لے

رواہ ابن داود یعنی جوتی سمیت نہ بیٹھے بلکہ جوتا اوتار کر بیٹھے کادب اسی مین ہے
اور اوسکو جانب چپ رکہے نہ جانب راست اور نہ سامنے اور نہ پیچہے

ذکر خاتم کا

حدیث ابن عمر مین آیا ہے کہ حضرتؐ نے پہلے یعنی قبل حرمت زر کے سونے کی انگوٹہی بنوائی تہی پہر اوس کو پہینک کر چاندی کی بنوائی اوسکا نگینہ بطن کف سے ملا رہتا تہا متفق علیہ اور حدیث علی مین تختم ذہب سے منع فرمایا ہے رواہ مسلم اور حدیث ابن عباس مین آیا ہے کہ ایک مرد کے ہاتہہ مین خاتم زر دیکہکر فرمایا کہ یہ ایک اخگر ہے آگ کی رواہ مسلم بطوله حدیث طویل انس مین آیا ہے کہ حلقہ حضرتؐ کی انگشتری کا چاندی کا تہا رواہ مسلم دوسرا لفظ یہ ہے کہ حلقہ و نگین دونون چاندی کے تہے رواہ البخاری تیسرا لفظ یہ ہے کہ حلقہ چاندی کا اور نگین حبشی تہا متصل ہتیلی کے رکہتے متفق علیہ یعنی سیاہ رنگ کا تہا یا ساخت حبش یا خواتم متعدد تہے چوتہا لفظ یہ ہے کہ انگشتری کو خنصر دست چپ مین پہنتے تہے رواہ مسلم اور حدیث علی مین نہی آئی ہے تختم سے وسطی اور انگشت متصل وسطی مین رواہ مسلم عبد اللہ بن جعفر سے پہننا انگشتری کا دست راست مین بہی رفعاً آیا ہے رواہ ابن ماجۃ اور ابو داؤد مین ابن عمر سے بائین ہاتہہ مین پہننا مروی ہے معلوم ہوا کہ دونون صورتین جائز ہین لکن اکثر

احوال مین جانب چپ ہی استعمال فرماتے تھے اور حدیث بریدہ مین
پیتل کی انگوٹھی کو ناپسند فرما کر کہا کہ اس سے بوی اصنام آتی ہے اور
لوہے کی انگوٹھی کو زیور اہل نار فرمایا ہے اور چاندی کی انگوٹھی کو کہا کہ
ایک مثقال ہو یعنی اس سے کم وزن ہو رواہ الترمذی وابوداود والنسائی

ذکر گھنگرو کا

زبیر نے کہا کہ ایک کنیز میری آزاد کی ہوئی میرے بیٹے کو پاس عمر بن خطاب
کی لیگئی اوس کے پانؤن مین گھنگرو تھے عمرؓ نے اونکو توڑ ڈالا اور کہا مین نے
حضرتؐ کو سنا ہے فرماتے تھے مع کل جرس شیطان رواہ ابو داود حدیث
دلیل ہے اسپر کہ جس زیور مین آواز نکلے اوسکا پہننا حرام ہے خواہ پانؤن
مین ہو یا اور کسی عضو مین بنانہ کنیز عبدالرحمن بن حیان انصاری پاس عائشہ
کے تھی کہ اتنے مین ایک لڑکی آئی وہ جلاجل پہنے تھی یعنی گھنگرو وہ
آواز کرتے تھے یعنی جہم جہم بولتے تھے عائشہؓ نے کہا کہ تم اسکو میرے
پاس نہ لایا کرو مگر گھنگرو قطع کر کے مین نے حضرتؐ کو سنا فرماتے تھے لا تدخل
الملائکۃ بیتا فیہ جرس رواہ ابو داود

ذکر زیور زر کا

بعض احادیث سے حرمت زیور زر کی عورتون پر بھی صراحتہً ثابت ہوتی
ہے جیسے حدیث ابو ہریرہ نزدیک ابو داود کی اور حدیث اسماء نزدیک

نسائی وغیرہ کی اور حدیث اخت حذیفہ نزدیک ابوداؤد کی لکن اہل علم
نے ان احادیث کو منسوخ ٹھیرایا ہے بحدیث علی رضی اللہ عنہ جس میں
حضرت نے یہ فرمایا ہے کہ حریر و سونا حرام ہے ذکور امت پر یعنی نہ زنان
امت پر اور کسی نے کہا مراد وہ سونا ہے جس کی زکوۃ نہیں دی گئی ہر چند
تاریخ ان احادیث کی معلوم نہیں ہے لکن اتفاق جمہور ائمہ مذاہب حلت
ذہب پر واسطے زنان امت کے ایک علامت قوی ہے جواز استعمال
زیور زر پر واسطے اناث امت کے مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ
حضرت کے ازواج و بنات نے چاندی ہی کے زیور پر اقتصار کیا تھا
اور زنان اہل بیت استعمال زیور زری پر نہیں رکھتی تھیں یہ ایک قرینہ
قوی ہے افضلیت ترک زیور ذہب اور قصر پر زیور سیم کی واللہ اعلم بالصواب

ذکر فوطہ باندھنے کا

اسمیں اختلاف ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کمر پر فوطہ باندھا یا
نہیں باندھا اور قمیص پر فوطہ باندھنا مکروہ ہے اس لیے کہ حضرت نے
نہیں باندھا ہے اور حرب و غزا و سفر میں کمر باندھنا منع نہیں ہے جو اوپر
جامہ پر باندھے یا پیرہن پر روضہ میں کہا ہے کہ جب نیا کپڑا قطع کرے
یا پہنے تو ان ایام میں مبارک ہے جس طرح کہ حدیث میں آیا ہے کہ جس نے
قطع کیا دن یکشنبہ کی اوس کو غم پہونچیگا اور مبارک ہوگا اور جس نے قطع

کیا دن دوشنبہ کے یہ اوس کو مبارک ہوگا اور جسنے قطع کیا دن سہ شنبہ
کے اوس کو خوف ہے کہ لیجائیگا یا آگ اوس کو جلا دیگی یا پانی ڈبا دیگا اور جسنے
قطع کیا دن چہارشنبہ کے اللہ اوس کے رزق کو کشادہ کریگا اور کوئی
مشقت اوس کی طرف نہ آئیگی اور اوس کے لیے معیشت ہوگی اور جسنے
قطع کیا دن پنجشنبہ کی اللہ اوس کو علم و رزق دیگا اور جس نے قطع کیا دن
جمعہ کے اوس کی عمر و دولت زیادہ ہوگی اور جسنے قطع کیا دن شنبہ کے
وہ بیمار رہیگا جب تک کہ وہ کپڑا اوس کے بدن مین ہوگا شیخ نے یہ
روایت نقل کی لکن کچھہ کلام اسپر نہین کیا ظاہر یہ ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے
کیونکہ کہین اتا پتا اسکا کسی کتاب صحیح یا سنن مین نہین لگتا علاوہ اسکے
سب ایام اللہ تعالی کے ہین کوئی دن منحوس نہین ہے اور نہ مخصوص ہے
واسطے کسی کام کے یہ اور بات ہے کہ جن ایام کی فضیلت آئی ہے جیسے جمعہ
وغیرہا اون ایام مین بنظر تبرک کوئی کام کرے لکن اس خبر مین روز شنبہ کو
نامبارک ٹھیرایا ہے حالانکہ حدیث مین آیا ہے بارك الله فى يوم السبت والخميس
یہ دلیل واضح ہے وضع و نکارت پر اس خبر کے جسکو صاحب روضہ نے نقل
کیا ہے ہان شیخ رح نے بعد اس کی یون کہا ہے کہ زاد المتورعین مین لکھا ہے
کہ یہ ایک قول ہے امیر المومنین علی رض کا اور یہ بات حدیث سے ثابت نہین
ہے انتہے مین کہتا ہون کہ مجھکو اس مین بھی تامل ہے کہ حضرت امیر کا یہ قول ہو

پہر شیخ نی کہا ہے کہ حدیث مین ایسی ثبت رہی کہ نیا کپڑا شب جمعہ یا روز جمعہ
کو بنیت نماز جمعہ پہنے اور عیدین مین جامۂ نو پہنے اوس کو مبارک کہنا چاہیے
کہ اوس کپڑے مین اوسکو بہت سرور ہوگا بفضل اللہ ولطفہ وکرمہ انتہی لکن
اس حدیث کا نشان بہی معلوم نہوا کہ کس جگہہ کی ہے اور کیسی ہے اور تحفہ
مین کہا ہے کہ جب نیا کپڑا پہنے وس بار انا انزلنا پڑہکر اور پانی پر دم کرکی
اوس کپڑے پر چہڑک دے اور کپڑا بنیت نماز کے پہنے اور نیا کپڑا پہن کر
دو رکعت نماز شکرانہ پڑہے پہر یہ دعا پڑہے الخ ہنوز وہ کپڑا اوس کی گردن
تک نہ پہونچا ہوگا کہ گناہ اوس کے معاف ہوجاوینگے اور سنت یہ ہے
کہ جب کپڑا بدن سے اوتارے اوسکو تہ کرکے رکہے ورنہ اوس کو شیطان پہنتا
ہے اور موزہ کو بہی حفاظت سے رکہے جب نیا کپڑا یا موزہ پہنے پہلے آخر
ہفتہ سے اور اگر سورۂ فاتحہ تین بار یا سات بار وقت پہننے جامۂ نو یا ازار
یا دستار نو یا چادر نو یا موزۂ نو کی بدن پر پڑہ لے تو سرور پیدا ہوگا اور
صحت وعافیت سے رہیگا اور بیماری دور ہوگی اگر بیمار تہا اور اگر قرضدار
ہے تو قرض ادا ہوجائیگا اور جلد دوسرا جامۂ تازہ میسر آئیگا اور پرانا کپڑا
کسی فقیر ومسکین کو دیدے یا اپنے اہل وعیال کو بخش دے اگر وہ اس کے
مستحق ہون کہ اس کام مین اجر بسیار وثواب بیشمار ہے انتہی یہ عبارت
وضع کی اوسی طرح پر ہے جیسے اکثر ملا مشایخ کے بیانات ہوتے ہین بنا

اس کی کسی دلیل صحیح پر نہین ہے فقط دینا جامہ کہنہ کا مسکین کو حدیث سی
ثابت ہے ہمکو حضرت شیخ اور اون کے امثال سے تعجب آتا ہے کہ آداب
صحیحہ ثابتہ مسنونہ کو چھوڑ کر کیون متعلق ایسے اقوال رجال سے ہوتی ہین
بخاری رح نے کتاب ادب مفرد مین چہ سو ادب سے زیادہ لکھے ہین
جو خاص جناب رسالت صلعم اور اون کے اصحاب با جلالت سے ثابت ہین
پس آداب و سنن ماثورہ کے ہوتے ان اقوال غیر مستند پر عمل کرنا یعنی
چہ غفر الله لنا ولہم اللہم آمین ثم آمین

ذکر گھونگٹ کا

یا ایھا النبی قل لازواجك وبناتك ونساء المومنین یدنین علیھن من
جلابیبہن ذلك ادنی ان یعرفن فلا یؤذین وکان الله غفورا رحیما
ای ہے نبی کہدی اپنی عورتون کو اور اپنے بیٹیون کو اور مسلمانون کی
عورتون کو نیچے لٹکالین اپنے اوپر تہوڑی سی اپنی چادرین اسمین لگتا ہے
کہ پہچان پڑین تو کوئی نہ ستاوی اور ہے الله بخشنی والا مہربان ف
پہچان پڑین کہ لونڈی نہین بی بی ہے صاحب ناموس یا بدذات نہین
نیکبخت ہے تو بدنیت لوگ اوس سی نہ اولجہین گھونگٹ اسکا نشان رکہا یہ
حکم بہتری کا ہے آگے فرمادیا الله بخشنی والا مہربان ہی انتہے ف الله تعالی
اپنی رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم کو امر فرماتا ہے کہ وہ مومن عورتون کو

خاصکر اپنی بیبیون اور بیٹیون کو بوجہ اونکی شرف و بزرگی کی اس بات کا حکم دین کہ وہ نیچے لٹکالین اپنے اوپر تہوڑی سی اپنی چادرین اگر جلابیت کے عورتونکی سمات و علامت سی جدا ہوجائین اور لونڈیون کے نشان سی اونکا تمیز ہوجائی جلباب وہ چادر ہے جو اوڑہنی کے اوپر ہوتی ہے حضرت ابن مسعود و عبیدہ و حسن البصری و سعید بن جبیر و ابراہیم نخعی و عطا خراسانی وغیر واحد کا یہی قول ہی حافظ ابن کثیر کہتے ہین وھو بمنزلہ الازار الیوم یعنی جلباب آج کل بمنزلہ ازار کے ہے جوہری نے کہا جلباب ملحفہ ہے ہذیل کے ایک عورت نی اپنے کسی مقتول کا مرثیہ کہا ہے سہ

تمشی النسور الیہ وھی لاھیۃ　　مشی العذاری علیھن الجلابیب

یعنی اوس مقتول کی طرف گدہ چلتے ہین اس حال مین کہ وہ بازی کرتے ہین مثل چلنے کنواری عورتون کے کہ اونپر چادرین ہون گدکی چال کو کنواری عورت کی چال کی ساتہہ اس لیے تشبیہ دی کہ گدہ آہستہ چلتا ہے جیسی کنواری عورت شرم کی ماری آہستہ آہستہ چلتی ہی اور اوس کی پر بمنزلہ چادر کے ہین گویا گدہ اوس مقتول کی طرف ایسا چلتا ہوا آرہا ہے جیسے کنواری عورت چادر اوڑہے شرماتی ہوئی آرہی ہے علی بن ابی طلحہ نی حضرت ابن عباس سے روایات کیا ہے کہ اللہ تعالی نی مومنین کی عورتون کو امر فرمایا ہے کہ جس وقت وہ اپنے گہرون سی کسی حاجت و کام مین نکلین تو اپنے مونہہ کو

سر کی اوپر سی چادر مونہہ کی ساتھہ ڈہانک لین اور ایک آنکہہ کھلی رکھین
محمد بن سیرین کہتے ہین مینے عبیدہ سلمانی سے اللہ عز وجل کی اِس
قول کو پوچہا تو اونہون نے اپنی مونہہ اور سر کو ڈہانک لیا اور بائین آنکہہ
کو کہلا رکہا عکرمہ نے کہا کہ عورت اپنی ثغرہ نحر کو چادر سی ڈہانک لی چادر کو اوپر
لٹکالی ثغرہ نحر و ہلدہکی کو کہتے ہین ثغرہ اصل مین چنبر گردن کے گڑہے کو کہتے
ہین اور نحر پیش سینہ کو بولتی ہین تو سینے کا گڑہا ہی وہلدہکی ہے ابن ابی حاتم
نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب وقت یہ آیت
نازل ہوئی تو انصار کی عورتین نکلین کان علی رؤسھن الغربان من السکینۃ
گویا اون کی سرون پر کوی تہے سکینہ و وقار سے اور اونپر سیاہ چادرین
تھین جن کو پہنتے تہے یونس بن یزید کہتے ہین ہمنے زہری سے پوچہا کیا
لونڈی پر خمار یعنی اوڑہنی ہے بیاہی ہو یا بن بیاہی کہا اوسپر خمار ہے اگر وہ
بیاہی ہو اور جلباب سی منع کی جائے کیونکہ لونڈیون کے واسطی مکروہ ہے
کہ وہ آزاد بیاہی عورتون کے مشابہ بنین اور اللہ تعالی نے یون ہی فرمایا
ہے یا ایھا النبی قل الآیۃ اخرجہ ابن ابی حاتم سفیان ثوری رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے کہ ذمی عورتون کی زینت کی طرف نظر کرنا لا باس بہ ہے اور اسسے
جو منع کیا گیا ہے سو بسبب خوف فتنہ کی نہ اون کی حرمت کی وجہ سے اور
استدلال اس قول سی کیا ونساء المؤمنین ذلک ادنی ان یعرفن فلا یؤذین

کی یہ معنی ہین کہ جس وقت وہ ایسا کرین گی یعنی گہونگٹ ڈال لینگی
تو پہچان لیجائینگی کہ وہ آزاد عورتین ہین لونڈیان نہین ہین نہ رنڈیان
ہین سدی نے تفسیر آیت بالا مین یون کہا ہے کہ کئی لوگ فساق اہل مدینہ
کے جس وقت اندہیرا ہوجاتا تو وہ رات کو راہ مدینہ کی طرف نکلتے عورتونکو
چہیڑتے مدینے والون کے گہر تنگ تہے جب رات ہوجاتی تو عورتین اپنی
قضاے حاجت کے واسطے رستون کی طرف نکلتین تو یہ فاسق اپنی حرص
اون سے چاہتے پہر جب وہ عورت پر چادر دیکہتے تو کہتے یہ آزاد عورت ہے
اوس سے باز رہتے اور جس وقت عورت پر چادر نہ دیکہتے تو کہتے یہ لونڈی
ہے اوس پر دوڑ پڑتے مجاہد نے کہا کہ چادر اوڑہ لین تو معلوم ہوجاے کہ وہ
آزادین بیان ہین کوئی فاسق اون سے اذی و ریبت کے ساتھ پیش
نہ آسے اللہ غفور رحیم ہے یعنی زمانہ جاہلیت مین جو کچہہ گذر چکا ہے اللہ تعالی
اوس کو بخشدیگا اس لیے کہ عورتون کو اس کا کچہہ علم نہ تہا ہان بعد علم کے
جو عورت خلاف حکم کام کریگی تو اوس پر گناہ ہوگا اوس کی جزا سزا پائیگی
فتح البیان مین کہا ہے کہ جلابیب جمع ہے جلباب کی جلباب ایک کپڑا ہے
جو خمار یعنی اوڑہنی سے بڑا ہوتا ہے یعنی ملاوہ جس کو عورت درع و خمار کے
اوپر اوڑہتی ہے جوہری نے کہا جلباب ملحفہ ہے شہاب نے کہا جلباب ایک
ازار واسع ہے جس کو اوڑہ لیا جاتا ہے کسی نے کہا قناع ہے کسی نے کہا

ہر کپڑا چادر وغیرہ ہے جو عورت کی ساری بدن کو چھپادے جلبیا کہ حدیث
اُم عطیہ سی صحیح مین ثابت ہوا ہے کہ کہا یا رسول اللہ واسطی ایک ہمارے
کے چادر نہین ہوتی ہے تو آپ نے فرمایا کہ اوس کی بہن کو چاہیے کہ وہ اپنے
جلباب سی اوس کو اوڑہادی و آحدی کہئے ہین مفسرین نے کہا ہے کہ اپنے
موہنون اور سرون کو ڈہانک لیویں مگر ایک آنکھہ تاکہ پہچانے جائین کہ وہ آزاد
ہین تو اون سے کوئی ایذا کے ساتھہ پیش نہ آئے حضرت ابن عباس بہی اسی
کے قائل ہین حضرت حسن رضی نے فرمایا کہ اپنا آدہا موہنہ ڈہانک لی قتادہ نے
کہا کہ جلباب کو اپنی پیشانی کے اوپر موڑے اور اوس کو مضبوط کر دے پہر اوسکو
ناک پر موڑدی گو اوس کی دونون آنکھین کہل جائین لیکن سینے کو اور معظم وجہ
یعنی اکثر موہنہ کو چہپالی سبر دنے کہا کہ اپنے اوپر چادرون کو ارخار کرین یعنی
ڈال لیین لٹکا لیین اور اون سے اپنے موہنون اور اطراف کو ڈہانک دین
حرف من تبعیض کے واسطے ہی یعنی جلباب کا بعض و فضل اور پلو اپنے
موہنہ پر لٹکالی مقنع کرلی تاکہ لونڈی سی متمیز ہوجائے ذلک ادنی ان یعرفن
فلایؤذین کے یہ معنی ہیں کہ یہ چادرون کا لٹکا لینا قریب تر ہے اس کے
کہ وہ پہچانی جائین لونڈیون سی متمیز ہوجائین لوگون کو یہ بات ظاہر
ہو جائے کہ وہ آزاد ہین تو اہل ریبت و فسق کی طرف سے ایذا نہ دی جائین
اونکا اور اون کے گہر والون کا لحاظ رکہین اونسے چہیڑ نہ کرین اس سی یہ مراد

نہین ہی کہ منجملہ عورتون کی عورت پہچانی جاتے کہ وہ کون ہے بلکہ مراد یہی
ہے کہ پہچان پڑین کہ وہ آزاد ہین لونڈیان نہین ہین کیونکہ اونہون نے
ایک ایسا پہناوا پہنا ہے جو کہ آزاد عورتون کی ساتھ خاص ہے

فائدہ بیان مین تمیز لباس علمار کے

سبکی رحمہ اللہ نے طبقات کبریٰ مین فرمایا ہے کہ ائمۂ شافعیہ مین سے احمد
بن عیسی رحمہ اللہ شارح تنبیہ نے اس آیت کریمہ سے استنباط کیا ہے کہ اس
زمانے کی علمار جو بات اپنی لباس و پوشاک مین کرتے ہین کہ آستینین فراخ
چوڑی چکلی رکھتے ہین عمامہ ایک شکل خاص پر باندھتے ہین طلیسان اوڑھتے
ہین یہ بات اچھی ہے گو سلف نے اس کو نہین کیا ہے کیونکہ اسمین اون کے
واسطے ایک تمیز ہے اور اس سے وہ پہچانے جاتے ہین تو اون کے فتوون
اور قولون کی طرف التفات کیا جاتا ہے انتہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمیز
اشراف کا کسی علامت و نشان سے ہی ایک امر مشروع ہے انتہے صاحب
فتح البیان دام ظلہ فرماتے ہین کہ یہ کیا بارد استنباط ہے اور کیا قلیل النفع بات
ہے خاصکر بعد اسکے کہ سنت مطہرہ مین لباس وغیرہ اپنی لباس مین اسراف
کرنے سے نہی وارد ہو چکی ہے اور سلف امت وائمہ ملت نے بھی اس سے منع فرمادیا ہے
تو پھر یہ استنباط کہان اور مطلب تنزیل کہان یہ تو ایک بدعت ہے کہ اوسکو علمار
و مشائخ دنیا نے نکالا ہے اسی لیے علی قاری رضی اللہ عنہ نے اونکی معرض ذم مین

یون فرمایا ہی عائشہ کا الابراج وبحالہ کا الاخراج یعنی حمامی لبیسے جلیسی برجیان اور
آستینین ایسی جیسے خرجیان اور اونپر اسکا بہت سخت انکار کیا ہی اور یہ جو ذکر کیا ہے
کہ زی علماء واشراف ایک سنت ہی سو ابن الحاج نی مدخل مین اسکو رد کیا ہی کہ
انکی زی ولباس اون زی ولباس کی مخالف ہی جو زمانہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم اور عہد خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اور اون کی بعد خیر قرون مین تھے پھر اگر
کوئی کہے کہ وہ اس لباس سی پہچانے جاتے ہین تو یون کہا جاوی کہ وہ اگر لباس و
شکل اول پہ باقی رہتے تو بہی وہ اوس سی پہچانی جاتی کیونکہ وہ لباس اوس لباس کے
مخالف ہوتا جیسے لوگ اب ہین علی قاری نی اونکے قول کی انکار مین طول کیا ہی اور
صاحب فتح البیان نی حجج الکرامہ مین بہی اسپر کلام مبسوط فرمایا ہی طالب تفصیل اوسکی طرف
رجوع کری محمد بن کعب قرظی سے مروی ہے کہ ایک شخص منافقومین کا مومنین کی بیبیونکو
چہیڑتا اونکو ایذا دیتا تہا اوس سی جب کہتے تو کہتا کہ مینے اوس عورت کو لونڈی گمان کیا
تہا اسلیے اللہ تعالی نی مومنین کی بیبیونکو امر فرمایا کہ لونڈی کی لباس کی مخالفت کرین
اور اپنی اوپر اپنی چادرون سے کچہہ لٹکالین عورت اپنی موہنہ کو ڈہانک لی مگر ایک آنکہہ
قریب تر ہی اسکی کہ وہ پہچان پڑین تو ایذا نہ پائین اللہ فرماتا ہے کہ یہ لائق تر ہی اسکے
کہ وہ پہچانی جائین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہی کہ جسوقت یہ آیت یدنین
علیہن من جلابیبہن نازل ہوئی تو انصار کی بیبیان نکلین گویا اونکی سرونپر کوّے تہے
سکینہ یعنی وقار کی جہت سی اور اونپر چادرین سیاہ تہین جن کو وہ پہنے ہوئے تہین

روایت مین اسی طرح من الکسمہ کا لفظ ہی حالانکہ اسکے کچہہ معنی نہین ہین کیونکہ مراد
تشبیہ دینا ہے سیاہ چادرون کی کوتے سی سکینت و وقار کی ساتہہ اونکا وصف
کرنا مراد نہین ہی جیسے کہتے ہین یعنی وقت تشبیہ سکون او وقار کے کان علی
روسہم الطیر گویا اونکے سرون پر پرندے ہین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
مروی ہے کہا کہ رحم کرے اللہ انصار کی عورتون کو کہ جس وقت یہ آیت
نازل ہوئی تو اونہون نے اپنی مروط کو پہاڑا پہر اونکو اپنے سرون پر ڈالا
پہر اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پیچہے نماز پڑہی گویا اونکے
سرون پر کوے تہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آزاد
عورت لونڈی کا لباس پہنتی تہی اس لیے اللہ تعالی نے اپنا ندا بیبیون کو
حکم کیا کہ اپنے اوپر اپنی چادرون سے کچہہ لٹکالین چادر کا لٹکانا یہی ہے کہ تقنع
ڈال لی اور اوس کو اپنی پیشانی پر کس کر باندہ دے انس رضی اللہ عنہ
کہتے ہین کہ ایک لونڈی نقاب ڈالی ہوی حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر گذری تو
دہ اوسپر درہ لیکر پڑے اور فرمایا اے لکاع تو آزاد عورتون کے مشابہ
بنتی ہے قناع کو ڈالدے صاحب فتح البیان دام ظلہ فرماتے ہین لکاع
ایک کلمہ ہے کہ جس شخص کو حقیر جانتے ہین جیسے غلام لونڈی خامل گمنام
کم عقل بے وقوف اون کے واسطے اس کلمے کو بولتے ہین جیسے لوگ
ای خسیس عورتین اول اسلام مین اپنی عادت جاہلیت پہ بتذل رہتی

تهین عورتیں فرع و خمار مین باہر نکلتی آزاد و لونڈی مین کچھہ فصل و تمیز
نہ تھا فتیان گبرو بھی قید لگ چھیڑتے تھے جس وقت وہ واسطے قضای حاجت
کے رات کو کھجورون اور گنجان درختون مین نکلتی تھین یہ چھیڑنا او نکا
لونڈیون کو تھا کبھی لونڈی خیال کرکے حرہ کو بھی چھیڑتے تھے اس لیے
اون کو حکم ہوا کہ اپنا لباس برخلاف لباس لونڈیون کے بنائین
ملاحف پہنین سر اور موہنہ چھپائین تاکہ کوئی طمع کرنے والا اون مین
طمع نکرے کذا فی مرأۃ النسوان ؁

خاتمہ

بیان ماسبق سے یہ بات ثابت ہوئی کہ راجح تحریم معصفر ہے عصفر سے
رنگ سرخ حاصل ہوتا ہے اور وہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
حلہ حمراء پہنا تھا سو شافعیہ و مالکیہ وغیرہم قائل جواز لبس احمر ہین مگر عصفر
کے سوا اور حنفیہ ہر سرخ رنگ کو مکروہ و حرام کہتے ہین لکن ان کے سارے
دلائل مخدوش و مجروح ہین تفصیل اس حجج کی کتاب ہدایۃ السائل مین
ہے ابن القیم کا یہ کہنا کہ مراد حمراء سے مخطط ہے نہ احمر بحت خلاف ظاہر روایت
ہے حافظ نے فتح الباری مین درباره جامہ سرخ رنگ سات مذہب نقل
کیے ہین اور جانب جواز کو راجح کہا ہے یہی حق ہے رہا سفید و سیاہ و سبز و
مزعفر و ملونات سو سب کا جواز احادیث سے واسطے مردون کے ثابت ہے

ابن عمر سے رفعا و قفا رنگ زعفرانی کا پہننا ثابت ہوا ہے رواہ احمد واہل السنن بلکہ یہ رنگ حضرت کو سب سے زیادہ محبوب تھا اور سوا اس رنگ کی اور لباس زعفران نہیں ثابت ہے اور جس کپڑے پر صورت صلیب کے یا اور کسی حیوان کی ہو اوسکا پہننا درست نہیں ہے حدیث عائشہ اسپر دلیل ہے رواہ البخاری وغیرہ ابو داود و احمد کا لفظ یہ ہے لم یکن فی بیتہ ثوب فیہ تصالیب الا نقضہ واخرجہ النسائی ایضا اور ان بتصویر درخت و نحوہ کی لاباس بہ ہے اور پہننا قمیص و عمامہ کا ثابت ہے رہا پاجامہ سو حدیث ابو امامہ مین فرمایا ہے تسرولوا واتزروا وخالفوا اہل الکتاب رواہ احمد والطبرانی فی سند حسن اور بہت سے ائمہ نے تصریح کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سراویل خریدی ظاہر یہی ہے کہ واسطی پہننے کے مول لی ہوگی ابن القیم نے لکھا ہے کان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یلبس القلنسوۃ بغیر عمامۃ ویلبس العمامۃ بغیر قلنسوۃ انتہی اس صورت مین یہ کہنا کہ تنہا کلاہ پہننا زی مشرکین ہے کما نقل صحیح نہ ہیگا تحنیک عمامہ سنت ہے اور ترک اوسکا زی عجم ہے ع سمت الحنکی بزیر دستار کسی ❊ اور پہننا ثوب مخلوط بحریر کا ممنوع ہے جسکو آج کل مشروع کہتے ہین بنظر دلیل ورنہ جمہور قائل اباحت ہین تفصیل ان مباحث کی کتاب دلیل الطالب مین مرقوم ہے اوس کی طرف رجوع کرنا چاہیے ❊

اس [illegible] آخر میں [illegible] بالکل و مشابہ ہے و مشابہت ساکن
و مشابہت [illegible] اسی اتنا تاثیر صورت و سیرت میں آتی طرح ملابس میں بھی تشابہات
تشبیہ و تشبہ ظاہر ہوتے ہیں اہل کتاب کی ایک وضع خاص ہے اور
ہندوؤں کی بھی طرز مخصوص ہے اور ترک اپنے طور کا لباس پہنتے ہیں و فرس
و غیرہم اپنے پوشاک کا رنگ جدا رکھتے ہیں اسلام کے قائل ہیں وہ لباس
میں ہم طرز قوم خود ہیں کوئی ان میں اہتمام اتباع سنن و آداب لباس
کا طریقہ ماثورہ حق میں مرد و زن کے نہیں رکھتا ہے علی الخصوص مسلمانان
ہند سب سے زیادہ آزادگی میں رہتے ہیں جس کے جی میں جس طرح کا
تراش خراش پسند آتا ہے وہ اسی کو اختیار کرتا ہے خواہ زی دین ہو
یا زی فسق یا زی کفر تشبہ کا مقدار اس درجہ تک پہونچا ہے کہ ایک شہر
یا ایک محلہ بلکہ ایک گھر میں بھی اتحاد وضع کا نہیں ہے اور کسی جگہ تلفیق
اس لباس کی یعنی ٹوپی کسی قوم کی اور پاجامہ کسی قوم کا اور جوتا کسی
طائفہ کا خوب چلا لوگ صد دستار و صد گفتار و ہزار رفتار و ہزار کردار ہو گئے
تغیر پذیر شریعت اسلام نے بالکل اہل اسلام کو ان کی ہیئت قدیم و شکل
اسلامی و وضع شریعت اسلامی سے بدل دیا ہے میں یہ نہیں کہتا کہ سارا لباس
مروج غیر ماثور حرام محض یا ناجائز محض ہے اگرچہ غالباً ایسا ہی حال ہے
بلکہ بعض انواع جائز ہوں گے گو ماثور سلف نہوں لیکن وضع سلف پر زمرہ

علماء و مشائخ مین فی ہزار سو نفر بھی معلوم نہین ہوتی کہ ہم تم پیا اور یہان کے سلیمین پہ مرد ہون یا عورت کیا حسرت و افسوس ظاہر کرین کہ حرمین شریفین کا لباس بھی گو طریقہ عرب پر کہلاتا ہے اور مشابہ قبائل و عشائر عرب ہے لیکن سنت کی شکل سے بنایت دور اور سرف و خیلاء سے نہایت نزدیک ہے جب مردون کا یہ حال ہے کہ اونھون نے اپنی وقت کی روش چھوڑ دی اور فساق عجم کی اوضاع مخترعہ روز افزون پسند کیے تو زنان ناقص العقل والدین کا کیا ذکر ہے کہ فی الحال مستورات اکثر اہل اسلام نے وہ وضع اختیار کی ہے جو شرعا حرام ہے اور بزبان شارع پہ لعنت آئی ہے جس کو دیکھو بیحیائی کا جامہ پہنے ہوئے ہے نہ اللہ کا ڈر نہ رسول سے حیا اگر یہ بات نہ تھی کہ پوری شکل زنان عرب کی سی ہوتی تو بھلا اتنا تو ہونا ضرور تھا کہ استحقاق لعنت سے بچکر جائز مباح پر قصر ہوتا دوپٹہ سر سے گرا رہتا ہے انگیا ایسی باریک کہ سارا سینہ منکشف ہوتا ہے کرتی اتنی چھوٹی کہ شکم و ناف ظاہر ہے پاجامہ وہ جو واصف بقیہ ستر ہے کلی دار ہے تو اسراف صریح ہے اور اگر چوڑی دار ہے تو ہر دو قدم مکشوف ہین لباس و جامہ وہ باریک جو کسی عضو کا ساتر نہین ہے بعض عورتین نعلین مردانہ و انگرکہ و صدریہ کا استعمال رکھتی ہین حالانکہ اس فعل پر لعنت آئی ہے بالجملہ کارخانہ دین و ایمان کا برہم اور لباس اسلام کا

ورسم ہوگیا ہی غرضکہ یہ لوگ مسلمان با ایمان ہین اور غیر کی وضع پہ طاعن اور اپنی تراش وخراش و ایجاد و نازیبا پہناوان وکان امر الله قدرا مقدورا هذا اخر الرسالة والحمد لله اولاً واخراً آج روز دوشنبہ

۲۶ رمضان المبارک سنہ ۱۳۰۵ ہجری کو باوجود تشتت

حواس کے چار دن مین یہ رسالہ بعونہ تعالی

وصونہ تمام ہوا والحمد لله الذی

بنعمتہ تتم الصالحات

ةةة